هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق
قادیان

شرح چندہ
سرپرستان ۔ معاونین ۔ عام ۔ طلباء ۔ ششماہی
انڈیا سے باہر

تاریخہائے اشاعت:- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخدمت جناب میر محمد اسحاق صاحب
معرفت - دارالانوار
قادیان
Qadian

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء نمبر ۲۰

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق ۲۶ مئی کو منجانب پرائیویٹ سکرٹری تار موصول ہوا ہے۔ کہ حضور لامع النور معہ خدام ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کی رات کو کراچی میل سے قادیان کے لئے روانہ ہوں گے اور ۳۰ مئی بروز پیر شام کو انشاء اللہ لاہور پہنچیں گے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور علیل ہے۔ بخار اور سردرد کی تکلیف ہے۔ ضعف زیادہ ہے۔ احباب سیدۃ النساء کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کیلئے خاص دعائیں کرکے ثواب حاصل کریں۔

(۳) ۲۴ مئی کو ایمپائر ڈے کے دن سلسلہ کے تمام مرکزی دفاتر اور سکول بند رہے۔

(۴) درخواستہائے دعا۔ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ابن حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فسٹ پروفیشنل ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا امتحان دیا ہے احباب انکی کامیابی کیلئے۔ اور برادرم رحمت اللہ خانصاحب ملازم ریلوے انجن شیڈ گنڈیاں کی مالی مشکلات کیلئے جن کو جمعداری سے جسکی -/۶۰ روپے ماہوار تنخواہ تھی۔ تنزل کرکے -/۲۷ روپیہ ماہوار کا قلی بنا دیا گیا ہے۔ درد دل سے دعا کریں۔

(۵) شکریہ احباب۔ جن دوستوں نے خاکسار کو

آنریبل ڈاکٹر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات پر چند قطرات اشک

اے اجل تو درحقیقت زندگی کا نام ہے
سو قیامت خیز منظر تیری خاموشی میں ہیں
موت آسکتی نہیں انسان کے اعمال پر
زندگانی کیا ہے؟ مجموعہ غم و آلام کا
موت سے خائف نہ ہونا ہے کمال زندگی

سچ تو یہ ہے تو نہ ہو تو آدمیت خام ہے
کیونکہ پیغام فنا کا تو چھلکتا جام ہے
مفتخر اعمال پر ہی مادر ایام ہے
موت کیا ہے؟ درد سے آرام کا اک نام ہے
موت سے ڈر ڈر کے مرنا بزدلوں کا کام ہے

آفتاب زندگی رہرو بسوئے شام ہے
نور صبح زندگانی شام کا پیغام ہے

ملہمہ! اے زاہدہ اے صالحہ اے عابدہ
پاک سیرت۔ پاک صورت پاک فطرت پاک خو
ہے ترے اوصاف کا شاہد بہشتی مقبرہ
ہے یہ تیرے واسطے فاروق محزوں کی دعا
نونہالان چمن تیرے پھلیں پھولیں مدام

کونسی خوبی ہے وہ جس کی کہ تو مظہر نہ تھی
مفتخر تھا تیری ہستی پر شعار زندگی
قابل تقلید تیرا رنگ طرز بندگی
ہو معطر فضل و رحم حق سے اب تربت تری
دمبدم حاصل ہو ان کو لطف عیش زندگی

ارتقا کی وسعتیں طے کیں عمل کے گام سے
ساکنان عرش کو تو دیکھتی ہے بام سے

۴. ایڈیٹر فاروق کی خانہ آبادی کی اطلاع سنکر دلی محبت سے مبارکبادی کے خطوط ارسال فرمائے ہیں۔ جن میں نہ صرف مبارکباد ہی دی گئی ہے۔ بلکہ مخلصانہ خاص دعا [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس کا نتیجہ

امسال پنجاب یونیورسٹی کے مٹریکولیشن کے امتحان میں ہمارے سکول کی طرف سے ۵۹ طلباء شامل ہوئے۔ جن میں سے خدا تعالےٰ کے فضل سے ۵۴ کامیاب ہوئے۔ گویا ۹۲ فی صدی کے قریب نتیجہ نکلا۔ صرف تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں۔ بلکہ کیفیت کے لحاظ سے بھی امسال نتیجہ خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت شاندار ہے۔ پاس ہونے والے طلباء میں سے ۱۵ فرسٹ ڈویژن میں ۳۳ سیکنڈ ڈویژن میں اور صرف چھ تھرڈ ڈویژن میں آئے۔

یہ نتیجہ کئی وجوہ سے قابل قدر ہے۔ تعداد کے لحاظ سے کبھی اس قدر طلباء آج تک اس سکول سے امتحان میں شامل نہیں ہوئے۔ پھر مجموعی اعتبار سے یہ نتیجہ گذشتہ تمام سالوں کی نسبت اعلےٰ ہے۔ معیار کے لحاظ سے بھی فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والوں کی تعداد نہایت خوش کن ہے۔ ہم اس کامیابی پر مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر اور جملہ اساتذہ ہائی سکول کو مبارکباد عرض

نتیجہ امتحان طلباء بورڈنگ تحریک جدید

الحمد للہ کہ بورڈنگ تحریک جدید میں سے ۲۶ طلباء امسال میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے صرف ایک فیل ہے۔ اور ۲۵ پاس ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور ٹیوٹر صاحبان کی محنت بہت کامیاب رہی ہے۔ جو قابل قدر ہے۔

جماعت کے احباب کو بچوں کو یہاں بھیجنا بہت مفید ہوگا۔ قادیان کا ماحول۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات اور ملاقات۔ دوسرے بزرگان سلسلہ کے ساتھ تعلقات اور لیکچروں وغیرہ سے مستفیض ہونا علاوہ کامیاب تعلیم کے مزید فوائد ہیں۔

ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ کا ضروری اعلان

بورڈران کی تربیت اور انہیں ہر قسم کی فضولیات سے بچانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کے سرپرست انہیں کوئی رقم بطور خود نہ دیں۔ بلکہ انہیں اگر کچھ دینا بھی ہو۔ تو سپرنٹنڈنٹ صاحب کی معرفت دینا چاہیئے۔ اور یہ امر صدر انجمن احمدیہ کے قواعد میں درج ہو چکا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بورڈران کے گارڈین اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ میں اخبار الفضل کے ذریعہ اس قاعدہ کو شائع کرتا ہوں۔ کہ کوئی صاحب قطعاً کوئی رقم خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ کبھی کسی بورڈر کو بطور خود نہ دیں۔ بلکہ ایسی تمام رقوم سپرنٹنڈنٹ صاحب کے سپرد کی جائیں۔ اور انہیں تفصیلی ہدایات دے دی جاویں۔ کہ اس رقم کو بورڈر کے فلاں فلاں خرچ میں استعمال کیا جائے۔ یا یہ کہ بطور جیب خرچ بورڈر کو نقدی کی صورت میں دے دی جائے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ بورڈر فضولیات نہ کر سکے گا اور سپرنٹنڈنٹ صاحب نگرانی رکھیں گے۔ کہ بورڈر مناسب طریق سے ایسی رقوم خرچ کر رہا ہے یا نہیں۔

خلافت جوبلی کے موقع پر اشاعت کتب کا وسیع انتظام

مولوی ابو الفضل محمود صاحب نے زیر ہدایات نظارت تالیف و تصنیف خلافت جوبلی کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف ایک لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کا جو عزم کیا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ اس وقت تک حسب ذیل اصحاب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کی چھپوائی کے اخراجات خود دینے کا ان سے وعدہ کیا ہے۔

(۱) سیٹھ علی محمد صاحب ایم۔ اے ابن جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد اخراجات برائے لیکچر سیالکوٹ۔

(۲) چودھری صادق علی صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار برائے شہادۃ القرآن

(۳) جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلےٰ برائے تحفہ گولڑویہ۔

(۴) حضرت مفتی محمد صادق صاحب برائے درثمین فارسی ایک حصہ۔

(۵) مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کسی ایک کتاب کا خرچ

(۶) شیخ احسان علی صاحب مالک فیض عام میڈیکل ہال قادیان برائے ایک غلطی کا ازالہ" جو صاحب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ جلد توجہ فرمائیں۔

بیکاری دور کرنیکا اعلان

ہمارے سامنے بے کاری کو دور کرنے کی ایک سکیم ہے۔ جس کے لئے ہمیں حاجتمند مخلص اور خواندہ احمدی احباب کی ضرورت ہے۔ جو سلسلہ کی خدمت میں معمولی گذارہ پر قناعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ خط و کتابت سکرٹری تبلیغ حلقہ قادیان صیغہ دعوت و تبلیغ سے کی جاوے۔

خاکسار۔ محمد اعظم بوتالوی سکرٹری تبلیغ حلقہ قادیان

اعلان برائے ملازمت دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے لئے امیدواروں کی ضرورت ہے۔ جو امیدوار حسب ذیل شرائط پوری کرتے ہوں۔ وہ ذیل کا فارم پر کرکے امیدواروں کی درخواست معہ تمام سرٹیفکیٹ وغیرہ کی مصدقہ نقل کے اپنی درخواستیں ۳ر جون ۱۹۳۸ء تک سپرنٹنڈنٹ صاحب دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس بھجوا دیں۔ اور نوٹ غور سے مطالعہ کر لیں۔

خاکسار سکرٹری تحقیقاتی کمیشن

فارم درخواست امیدواری

(۱) نام و ولدیت درخواست کنندہ

(۲) تاریخ بیعت۔

(۳) تاریخ پیدائش۔

(۴) امیدوار کے خاندان کی خدمات سلسلہ

(۵) امتحان جو پاس کئے ہیں معہ سنہ۔

(۶) خلاصہ سندات و سفارشات۔

(۷) صحت۔

(۸) کوئی اور قابل ذکر امر۔

شرائط

(۱) احمدی ہونا لازمی ہے۔

(۲) عمر ۱۸ تا ۲۸ سال ہو۔

(۳) مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی خدمات کے متعلق تصدیق کرائی جائے۔

(۴) میٹرک یا اس سے اوپر مولوی فاضل یا جامعہ احمدیہ یا اس سے اوپر تک تعلیم لازمی ہے۔

(۵) مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کا ہونا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خاص ہستیوں کی سفارشی چٹھیاں لگائی جاسکتی ہیں۔

(۶) ڈاکٹر یا حکیم ورنہ جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی طرف سے سرٹیفکیٹ لگایا جا سکتا ہے۔

(۷) شرط ۵ کے علاوہ کوئی اور سرٹیفکیٹ وغیرہ لگائے جا سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ (۱) تمام وہ درخواستیں جو کسی امیدوار نے کسی دفتری ملازمت کے لئے صدر انجمن احمدیہ کے کسی دفتر میں بھیجی ہوں۔ وہ اس اعلان کے ذریعہ منسوخ قرار دی جاتی ہیں۔ اور ہر امیدوار کو اب نئی درخواست مندرجہ بالا فارم پر شرائط کے مطابق کرنی ہوگی۔

(۲) آسامیاں فی الحال عارضی ہونگی۔ اور تنخواہ کم از کم پندرہ روپیہ ماہوار دی جائیگی۔ لیکن آئندہ مستقل آسامیاں پر کرتے وقت تجربہ کار عارضی ملازمین کو ترجیح دی جائے گی۔

(۳) جن امیدواروں کی درخواستیں تحقیقاتی کمیشن منظور کرے گا۔ ان درخواست کنندگان کو تاریخ انتخاب سے اطلاع کر دی جائے گی۔

(۴) کمیشن کے کسی ممبر کو سفارش کے ذریعہ سے زیر اثر لانے کی سعی کرنا امیدوار کی کامیابی میں منافی ہوگا۔

نوٹس:۔ اگلا پرچہ ان خریداران کے نام وی پی ارسال ہوگا۔ جن کا چندہ اب تک وصول نہیں ہوا۔ (منیجر)

احمدی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا ناپائیدار

مبارک ہے وہ جو اسے غور سے پڑھے

طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں ٭ اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

اے عزیز! تو جانتا ہے۔ کہ انسانی زندگی بلبلے کی مانند ہے۔ پھر خدارا بتا تو سہی۔ کہ کس امید کو لے کر تو اس دار فانی میں اپنی ناپائیدار زندگی بسر کر رہا ہے۔ کیا اس امید کو کہ جو بھی مجھ سے میری زندگی میں گناہ یا اسی طرح کی دیگر بدیاں سرزد ہونگی۔ وہ سب میرا پیدا کرنے والا مالک بخش دیگا۔ اگر تیرے دل میں یہی امید ہے۔ یہی خواہش ہے۔ تو اے عزیز تو اسے اپنے دل سے نکال دے۔ کیونکہ یہ ایک خیال خام ہے۔ یہ ایک ایسی عمارت ہے۔ جس کی بنیاد ریت کے تودوں پر ہے۔ جو آج نہیں تو کل ضرور گر جائیگی۔

پیارے عزیز! تو دنیا میں سستی کا لحاف اوڑھے کافی دیر سو چکا۔ اب تجھے جاگنا ہے تیرا مال و متاع تیری روحانی دولت ہر چہار اطراف سے خطرے میں ہے۔ اٹھ کہ دشمن اسے لوٹنے کی فکر میں ہے۔ تو جانتا ہے۔ کہ تیرے درمیان خدا کا ایک پیارا مسیح اپنے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفقت و رحمت کی چادر اوڑھے ہوئے اپنے مولیٰ کی توحید کا منادی بن کر آیا۔ مگر ہائے افسوس۔ تو نے اسے اس نظر سے نہ دیکھا۔ جس سے دیکھنا چاہیئے تھا۔

تیری اس افسوسناک حالت پر مجھے بار بار تعجب آتا ہے۔ کہ تو نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ یونہی کھو دیا۔ اچھا پیارے۔ اب بھی تجھے چاہیئے کہ سجدوں میں گر جائے۔ کیونکہ وہ ذات غفور الرحیم ہے۔ اسکی رحمتیں اور فضل محدود نہیں۔ جبکہ وہ اپنے دشمن کو اسکی زندگی کے ہر قسم کے اسباب بہم پہنچا رہا ہے۔ تو یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ تیری لغزشوں تیری کمزوریوں اور تیرے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر سے نہ ڈھانپے۔

یقیناً وہ تیرے گناہ معاف کرے گا۔ بشرطیکہ تو صحیح معنوں میں اس کا عبد بن جائے۔

اے عزیز۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ خدا کا قرب حاصل کرے۔ تو چاہیئے۔ کہ تو نیکی کی راہوں پر قدم مارے۔ اور مسیح وقت کا یہ محبت بھرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دے۔ جو اپنے پیدا کرنے والے مالک سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ تاکہ وہ بھی ان نعمتوں کے وارث ہوں۔ جن کی بشارت کتاب عزیز میں حق تعالیٰ نے دی۔

”اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ جو تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے۔ جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں۔ اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں۔ کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے علاج کروں۔ تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے۔ تو یقیناً سمجھو۔ کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوگے۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے۔ اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے۔ کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اگر تم جانتے۔ تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا۔ کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک ایسا شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے۔ اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی۔ کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے۔ تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود نہ ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اسکی قدر کرو۔ کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو۔ کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔ جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے۔ انہوں نے سفلی کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں۔ انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا تعالیٰ سے بہت دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا۔ اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا۔ اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا تعالیٰ سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے۔ اور آسمانی روح ان میں سے نکل گئی۔ جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔“ (تقطیع خورد کشتی نوح صفحہ ۴۸ و ۴۹)

اے عزیز! اگر تو چاہتا ہے۔ کہ تیری عاقبت سنورے۔ تو للہ اپنی زندگی کے مقصد کو مدنظر رکھ کر تو اس زرین اصول پر جو تیرے پیدا کرنے والے خدا نے تیرے لئے قرآن شریف میں درج فرمایا۔ عمل پیرا ہو۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین۔ تو اپنے پیارے خدا سے یہ پختہ عہد کرلے۔ کہ میرے اللہ میں تیرا عاجز بندہ ہر آن تیری ہی پرستش کروں گا۔ تیری ہی رحمت کا امیدوار ہوں گا۔ بجز تیرے کسی اور کے در پر نہ جاؤں گا۔ ہاں اے میرے پیارے اللہ۔ میں یہ سچ کہتا ہوں۔ اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ کی ملونی نہیں۔ کہ میرا مرنا میرا جینا۔ میرا چلنا۔ روٹی کھانا۔ پانی پینا۔ غرضیکہ دین کا ہو۔ یا دنیا کا ہر کام محض تیری ہی رضا کے لئے ہے۔ میری جان حاضر۔ میرا مال حاضر۔ میرے بیوی بچے حاضر۔ جہاں چاہے۔ اور جب چاہے۔ میں تیری راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ان کے قربان کرنے میں مجھے ذرا بھر بھی دریغ نہ ہوگا۔

اے عزیز! جب تو اپنے پیدا کرنے والے خدا کے حضور یہ پختہ عہد کرلے گا۔ اور عملاً اسے پورا کرکے دکھا دیگا۔ تو سمجھ لے کہ اللہ کے فرشتے الٰہی بشارتوں کو لئے ہوئے تیرے پر نازل ہوں گے۔ ہر شام تیرے لئے گواہی دیگی۔ کہ اس نے دن نیک کاموں میں گذارا۔ اور ہر دن اس پر شاہد ہوگا۔ کہ واقعی اس نے رات خدا کی عبادت میں گذاری۔ خدا تجھے بلند کریگا۔ اس قدر بلند کہ تمام دنیا تیرے سایہ تلے اپنی سعادت سمجھے گی۔ اور اللہ کے پاک فرشتے تجھ پر سلام اور درود بھیجیں گے۔ تیرے دائیں بھی نور ہوگا۔ بائیں بھی آگے بھی پیچھے بھی۔ تو مجسم نور بن جائے گا۔ تیرے منہ سے نکلی ہوئی بات تیری بات نہ ہوگی۔ بلکہ تیرے پیدا کرنے والے خدا کی بات ہوگی۔ تیرے ہاتھ کا کام کیا ہوا تیرا کیا ہوا نہ ہوگا بلکہ تیرے پیدا کرنے والے مولیٰ کے ہاتھ کا کام کیا ہوا ہوگا۔ یہی غرض اور یہی مقصد تھا۔ جس کی خاطر تو پیدا کیا گیا۔ اور اسلام انسان کو اسی مقام پر پہنچانے کے لئے آیا ہے۔

پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک آمد کا بھی یہی مقصد تھا۔ اور ہمارا پیارا آقا یہی چاہتا تھا۔ کہ دنیا خدا کے آستانہ پر گر جائے۔ اور دیگر جھوٹے معبودوں کی پرستش چھوڑ دے۔ اور اسی غرض کو لیکر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ نے باواز بلند بھولی بھٹکی دنیا کو پکارا اور کہا۔ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اے عزیز! اگر تو نے مسیح وقت کے زمانہ کو نہیں پایا۔ تو سن۔ کہ آج اس پیارے کا پیارا محمود تخت خلافت پر رونق افروز ہے۔ اس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو تا تیرے لئے انعام و اکرام کے دروازے کھولے جائیں۔ یاد رکھ۔ جس نے اس سے منہ پھیرا۔ اس نے مسیح زماں سے منہ پھیرا اور جس نے مسیح زماں سے منہ پھیرا۔ اس نے اس کے آقا سے منہ پھیرا۔ اور جس نے اس کے آقا سے منہ پھیرا۔ اس نے اپنے پیدا کرنیوالے خدا سے منہ پھیرا۔ ایسا انسان انعام و اکرام کا وارث نہیں۔ بلکہ اس کا ٹھکانہ نار جہنم ہے۔ نہ اس دنیا میں اس کے لئے اسکی زندگی فائدہ مند ہے۔ نہ آخرت میں۔

پس تو اپنی عاقبت خراب مت کر۔ کہ دنیا چند روزہ ہے۔ اگر کوئی آج ہے۔ تو کل نہیں۔ اگر کوئی کل ہے تو پرسوں نہیں۔ غرضیکہ یہ سلسلہ اسی طرح رہے گا۔ کیا تو دنیا کی تاریخ پر نظر نہیں کرتا۔ کہ کس قدر بڑے بڑے جابر بادشاہ اس جہان سے کوچ کر گئے۔ دارا اور سکندر کی سلطنتیں خاک میں مل گئیں۔ قیصر و کسریٰ کے تخت غائب ہیں۔ فرعون جیسی متکبر ہستی کا نام و نشان نہیں۔

مبارک وہ جو اپنے قیمتی وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ مبارک وہ جو عاقبت کی فکر کرے۔ ہاں مبارک ہو انہیں جو حضرت محمود کے جھنڈے تلے رہ کر اسلام کی منادی دنیا کے طول و عرض میں کر رہے ہیں۔ وہی ہیں۔ جن پر خدا خوش ہے۔ اور وہ خدا پر خوش

ناظرینِ فاروق کی تفنّنِ طبع کا صفحہ

"حال"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ وہ حال نہیں ہے۔ جو مجلس قوالی میں اکثر صاحبان کے دل پر طاری ہو جاتا ہے۔ اور جسے خالص صوفیانہ اصطلاح میں "وجد" کا برادرِ اصغر کہا جاتا ہے۔ نہ یہ وہ حال ہے جو خطوط میں "دیگر احوال" سے شروع ہو کر کسی کی والدہ محترمہ کے انتقال پُرملال یا پسر نیک اختر کی ولادت پر ختم ہؤا کرتا ہے۔ بلکہ یہ وہ حال ہے۔ جو مریض حکیم یا ڈاکٹر سے بیان کرتا ہے۔ اور جس کے دوران اظہار میں کبھی ان کی پیشانی پر مخمر و انبساط کی چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی غم و غصہ کی شکنیں نمودار ہو کر قلبی و ذہنی کشمکش کی غماز بن جاتی ہیں۔ اور وہ ہر لفظ سے جو کہنے والے کی زبان سے ادا ہوتا ہے یہ نتیجہ نکالنے کی سعی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کہ مریض جانبر ہو جائے گا یا "شہیدِ ناز" کی حیثیت سے اس شہر خموشاں کو آباد کریگا۔ جو اسی خاندانی قاتل نے کئی میل کے رقبہ میں بسا دیا ہے۔ پہلی صورت میں التفات خاص کا مستحق قرار پائے گا۔ اور دوسری صورت میں راندۂ درگاہ ہو جائے گا۔ کسی نہ کسی حیلہ سے غریب کو کسی اور معصوم معالج کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

حال بالعموم دو ہی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے۔ جو مریض کے تندرست ہو جانے پر رہبری کرتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو موت کی خبر دیتی ہے۔

پہلی قسم کا حال معالجین بہت غور اور توجہ سے سنتے ہیں۔ ان کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ مریض آتا ہے۔ تو وہ بہت غور سے اسے دیکھ کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ آیا وہ مطمئن ہے یا پریشان۔ اسکی آنکھوں میں رنج و غم کے آنسو جھلک رہے ہیں۔ یا اطمینان و شادمانی کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ اس کے بعد ڈرتے ڈرتے پوچھتے ہیں۔ کہئے کیا حال ہے؟

"حال تو بہت اچھا ہے۔ وہ نہایت اطمینان سے کہنا شروع کرتا ہے۔ رات کی دوا کیا تھی۔ بس اکسیر تھی۔ پہلی خوراک حلق سے اترتے ہی درد وغیرہ سب کافور ہو گیا۔ خوب گہری نیند سوتا رہا۔ صبح کو آنکھ کھلی۔ تو بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں سیدھا آپ کے پاس چلا آیا۔ کہ پہلے پوچھ لوں۔ کچھ کھاؤں یا نہیں۔

اس میں تو شک نہیں۔ کہ مریض کی صحتیابی پر معالج کا مسرور ہونا نہایت اچھی بات ہے مگر اسی وقت جب اسکی تہ میں کوئی اور مقصد پوشیدہ نہ ہو۔ ان مواقع پر عام طور سے تین اقسام کی کیفیات کارفرما ہؤا کرتی ہیں۔ (۱) مریض کی تندرستی معالج کی "فراخدستی" کا باعث ہو۔ اور اسی لئے وہ خالق بلند و پستی سے التجائیں کر رہا ہو۔ کہ بیمار اچھا ہو جائے۔ غور کیا جائے۔ تو یہی وجہ ہے۔ جس نے امراء میں بہ نسبت غرباء کے اموات کا اوسط کم کر دیا ہے۔ جن خوش نصیبوں کو دوا کے ساتھ مخلصانہ دعائیں بھی حاصل ہیں۔ وہ سیلاب۔ زلزلہ۔ ریل کی ٹکر یا ہندو مسلم فساد میں دھوکے سے مر جائیں۔ تو مر جائیں۔ بیماری سے نہیں مر سکتے۔ (۲) محض نیکنامی کے خیال سے بیمار کی صحتیابی کے لئے سعی کی جا رہی ہو۔ کہ اچھا ہو جائے۔ تو سرٹیفکیٹ لے کر اخبارات میں اپنی حذاقت کا اشتہار دیا جائے۔ (۳) آخری کیفیت یہ ہے۔ کہ معالجین کو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ وہ تنہا اپنی ذات ہی سے حکیم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے باپ دادا اور پڑدادا بھی حکیم ہی تھے۔ جن کی بے شمار لال بیاضیں ان کے قبضہ میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک ان بیاضوں کا وجود دنیا میں رہیگا مریض اپنی موت ہی سے مر جائے۔ علاج سے نہیں مر سکتا۔ یہ سب کیفیات بہ ظاہر تو الگ الگ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ اور مطلب ان سے اپنی قابلیت اور یکتائی کا ثبوت بہم پہنچانا ہے۔ جو آخر میں "جلب زر" ہی پر منتج ہوتا ہے۔

چنانچہ حکیم صاحب بیمار کی زبان سے اپنی دوا کی "جادو اثری" کا ماجرا سنکر فخریہ لہجہ میں ارشاد فرمائیں گے:۔

"کیا عرض کروں۔ وہ دوا ہی ایسی تھی۔ جب میں علاج کرتے کرتے تھک گیا۔ اور فائدہ نہ ہوا۔ تو میں نے سوچا۔ لاؤ حضرت قبلہ دادا صاحب مرحوم کی "بیاض خاص" تو دیکھ لو۔ پہلا ہی ورق کھولا تھا۔ کہ یہی سفوف کا نسخہ ملا ―― کیا واقعی دوسری پڑیہ کھانے کی نوبت نہیں آئی؟

مریض جیب سے پڑیہ نکال کر رکھ دیگا۔ اور کہے گا۔ آپ نے فرما دیا تھا۔ سکون ہو جائے۔ تو دوسری خوراک مت کھانا۔ ورنہ میں تو اسے بھی کھا لیتا"۔

"آپ نے بڑی عقلمندی سے کام لیا ―― گویا مریض اس ہدایت پر کاربند نہ ہوتا۔ تو یہی سفوف جس کی پہلی خوراک "تریاق" ثابت ہوئی تھی۔ زہر ہلاہل بن جاتا۔ اگر اس موقعہ پر یہ جملہ نہ کہا جاتا۔ تو کامیابی کا سارا افتخار "لال بیاض" ہی کے حصہ میں آجاتا۔ اور نقل میں کوئی کمال نہ رہتا۔ لہذا یہاں یہ عرض کر دینا بالکل ہی ضروری تھا۔ تاکہ "تجویز" کی مسیحائی پر تھوڑی بہت روشنی پڑ جائے۔

حال کی دوسری قسم بہت خطرناک ہوتی ہے۔ ایک طرف تو مریض یہ سوچکر طیش میں آجاتا ہے۔ کہ صحت و تندرستی کے سارے اختیارات "قدرت" نے طبیبوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔ صرف "موت" اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ لہذا جو بیمار بچ جاتا ہے۔ وہ قطعی حکیم صاحب کے حسن التفات اور حذاقت مآبی کی بدولت بچ جاتا ہے۔ اور جو بدنصیب مر جاتا ہے۔ اس میں ان ذوات شریف کی حماقت شعاری کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ کام ہوتا ہے صرف خدا کا۔ دوسری طرف حکیم صاحب جن کو یقین ہے۔ کہ ان کا وجود یکسر "صحت و شفا" ہے۔ اور "پیام موت" نازل ہوتا ہے ساتویں آسمان سے جس میں کارکنانِ قضا و قدر کے ساتھ وہ کسی قسم کا تعاون نہیں کرتے۔ حال سنکر غضبناک ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ مریض اپنی تکالیف بیان کرنے میں تو بڑی فراخ حوصلگی اور دریا دلی سے کام لیتا ہے۔ مگر فائدے اور افاقہ کو "کفرانِ نعمت" کے طور پر بالکل نظرانداز کر دیتا ہے۔ یہی بدگمانی غیظ و غضب کا سرچشمہ بن جاتی ہے۔ اور حکیم صاحب کا سارا جسم معہ ان کی طویل ڈاڑھی کے کانپنے لگتا ہے۔ اور یہ دریافت کرنے پر کہو بھائی اب کیا کیفیت ہے؟ جب یہ جواب ملتا ہے۔

"کیا بتاؤں۔ وہی حال ہے"۔

تو حکیم صاحب کو واقعی غصہ آجاتا ہے۔ اور سخت لہجہ میں پوچھتے ہیں ―― وہی حال کا کیا مطلب ہے۔ کچھ زبان سے تو کہو؟ کیا کہوں۔ درد میں بالکل کمی نہیں۔ بلکہ اور زیادتی ہے بخار نے جنبش نہیں کھائی۔ قبض بھی بدستور ہے۔ ایک بات ہو۔ تو کہوں۔ اور ہاں رات کی دوا سے کھانسی بھی ہو گئی۔

"بخار نے جنبش نہیں کھائی۔ وہ بہت خفگی سے کہیں گے۔ "دیکھوں ذرا ہاتھ تمہارا"! ہاتھ دیکھ کر بہت پیچ و تاب کھائیں گے کیونکہ بخار قطعی نہ ہوگا۔ اور دل ہی دل میں کہیں گے۔ کاش اس دور میں یہ قانون بن جاتا۔ کہ جس شخص کو بخار نہ ہو۔ اور وہ بخار میں مبتلا ہونا بیان کرے تو اسے اگر سزائے موت نہ دی جائے۔ تو کم سے کم معالج کی تصدیق پر آگرے تو ضرور بھیج دیا جایا کرے۔

مریضوں میں اظہار حال کے عجیب عجیب طریقے رائج ہیں۔ جن میں زبان۔ لہجہ۔ تہذیب و متانت۔ غربت و امارت۔ آزادی و بے باکی جہل و حماقت اور عقل و دانائی کے تفاوت سے کافی دلچسپیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ایک اچھے کامیاب حکیم کا مطب ایک اچھے خاصے انبساطیہ ڈرامے کا ایک منظر بن جاتا ہے۔ جس میں انواع و اقسام کے مریض طرح طرح کی بولیاں بولتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ "حکیم جی بچہ رات سے "بے سرت" غافل پڑا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کیا عرض کروں۔ پاخانہ کی تو بالکل خواہش ہی نہیں ہوتی۔ کوئی فرماتے ہیں۔ دن بھر قارورے میں جلن ہوتی رہی۔

غریب مریض تو ہمیشہ ہاتھ جوڑ کر عاجزی اور فروتنی کے ساتھ اظہار حال کرتے ہیں۔ اور جگہ جگہ حضور سرکار وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے کوشش کرتے ہیں۔ کہ حکیم صاحب کی ساری توجہ انہیں کے حصہ میں آجائے۔ اور مطب میں جس قدر زندہ نفوس موجود ہیں۔ خواہ وہ سب دفعتاً اس سانحہ "ترکِ حرکت قلب" بند ہو جانے سے مر جائیں۔ ہر چند غریب کی یہ حرکت "خود غرضی" سے جدا نہیں۔ مگر اسکی بنیاد منت و سماجت پر قائم کی جاتی ہے۔ بخلاف امراء کے کہ وہ حال بیان کرنے میں بھی نہایت استغناء۔ بے پرواہی اور غرور امارت سے کام لیتے ہیں۔ پہلے پہلے تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ حال کہنا ہی نہ پڑے۔ اور اگر کہنا پڑے تو حکیم صاحب خود ہی کہہ لیں۔ چاہے فیس میں دو روپے زائد لے لیں۔ چنانچہ جس حد تک حکیم صاحب کی نمائندگی کا تعلق ہے۔ وہ خود ہی اس فرض کو انجام دے لیتے ہیں۔ اور جب بہت تکلف۔ غرور نخوت اور تکبر کے ساتھ رک رک کہا جاتا ہے ―― حکیم صاحب! تو وہ چونک کر کہتے ہیں۔ جناب! ارشاد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء نمبر ۲۰

خلافت جوبلی

آج سے پہلے میں نے کئی جوبلیاں سنی ہیں۔ مثلاً کنگ جارج جوبلی۔ نظام جوبلی۔ کپور تھلہ جوبلی وغیرہ۔ مگر مجھے کسی سے کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کا اکثر حصہ نمائش کا رنگ رکھتا ہے۔ مگر خلافت جوبلی سے خلاف معمول اس قدر دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ کہ جی چاہتا ہے۔ ابھی سے دیکھنی شروع کر دوں۔ اور لمبے عرصہ تک اسکی تقریب ختم نہ ہو۔

ہماری خلافت جوبلی کیا ہے؟ شاید قارئین کرام مجھ سے سننا پسند کریں۔ یہ جوبلی آقائے محبوب حضرت موعود سیدنا محمود کی پہلی پچیس سالہ سلور جوبلی ہے۔ جس کے مراسم جماعت احمدیہ تشکر و امتنان سے لبریز قلوب کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور بجا لائے گی۔ اور دعا کی جائیگی۔ کہ اے مولیٰ کریم اس جوبلی کو حضور کی آئندہ گولڈن اور سلور جوبلیوں کا پیش خیمہ بنا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب سر آغا خاں کی سلور جوبلی منائی گئی۔ تو ان کے مریدوں نے سر آغا خاں کو ترازو کے ایک پلڑے میں بٹھا کر دوسرے پلڑے میں ان کے ہموزن سونا تول دیا تھا۔ اس لحاظ سے آؤ ہم معلوم کر کے دیکھیں۔ کہ تین لاکھ روپے کا سونا وزن میں کسقدر ہوتا ہے۔ اگر تیس روپے فی تولہ آج کل سونے کا بھاؤ تصور کیا جائے (ممکن ہے اکٹھا لینے میں نرخ سستا ہو جائے) تو تین لاکھ روپے کا سونا اسی بھاؤ سے تین من پانچ سیر آتا ہے۔ اگر سر آغا خاں کا جسمی وزن زیادہ سے زیادہ ڈھائی من خیال کیا جائے۔ تو پچیس سیر سونا زیادہ ہوتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ عقیدت اور اخلاص کے لحاظ سے ہماری خلافت جوبلی سر آغا کی جوبلی سے کہیں آگے بڑھ جائے گی۔ سر آغا کے مریدوں نے سر آغا کو سونے کے برابر سمجھا۔ مگر ہم یہ نہایت قلیل رقم آقائے مؤمنین کے قدموں میں ڈال دیں گے۔ اور سونا ہونا کیا ہے۔ وقت آئے گا۔ تو ہم گولڈن یا ڈائمنڈ جوبلی کے موقعہ پر جانوں اور آبروؤں کے دریا کو حضور کے قدموں میں بہا دیں گے۔

کس کے لئے؟ سیدنا محمود کے لئے۔ جو ہماری آنکھوں کا تارا ہے۔ ہمارا دل ہے دماغ ہے۔ سینہ ہے۔ بازو ہے۔ ہماری روح رواں ہے۔ وہ وہ ہے۔ جس کی قدم بوسی کے لئے ہم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ جس کے چہرے کو ٹکٹکی لگا کر دیکھنے سے ہمیں سکینت قلب حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کے روئے زیبا کو ہم تنہائی کی گھڑیوں میں عالم خیال میں دیکھا کرتے ہیں۔ اسکی خوشنما آوازیں ہمارے کان سنا کرتے ہیں۔ اور اس کے لبوں کو ہم ہلکے تبسم کے ساتھ ہلتے ہوئے پاتے ہیں۔ ہماری خلوت گاہیں اسکی ضیاء سے معمور ہیں۔ اور ہمارے سینہ اس کے شمع نور سے مستنیر۔ وہ وہ ہے۔ جو ہمارے پاس بے دھڑک اپنے مشفقانہ الفاظ ساحرانہ ادائیں۔ پرترنم نغمہ اور خاموش صورت سے ان وقتوں میں ہر جگہ اور ہر علاقے میں آموجود ہوتا ہے۔ جبکہ ہم اپنے بیوی بچوں یا دوستوں کی مسرت بخش محفلوں میں محبت آمیز باتیں کرتے ہوتے ہیں۔ اور اسکی آمد ہماری مسرت آمیز تقاریب کو منغص کرنے کی بجائے بہجت و فرحت میں صدگنا اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔

آقائے محمود جب سریر آرائے تخت خلافت ہوئے۔ مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین اینڈ برادرز کا ستارہ اقبال برج نحوست کی منازل بعجلت تمام طے کرنے لگا۔ یہاں تک کہ غیر مبائعینیہ گروہ مولوی محمد علی کے زیر قیادت لاہور تک شاندار پسپائی کرنے پر مجبور ہوا۔ اس فتنہ کا قلع قمع ہوا ہی تھا۔ کہ راجپوتانہ میں ملکانوں نے سر اٹھایا۔ اور محمودی افواج ظفر امواج نے انہیں آن کی آن میں جا دبوچا۔ پھر کشمیر کی باری آئی۔ ڈوگروں کو شکست ہوئی اور حکومت نے صلح کی پیشکش کرتے ہوئے خدا کے برگزیدہ محمود اعظم کے خسروانہ مشفقانہ مطالبات غیر مشروط طور پر قبول کئے۔ اس کے بعد احراری بزدلوں نے شبخوں مارنے کی سازش کی۔ مگر جرنیل اعظم کی دور اندیشی اور ہوشیاری نے ان کی تمناؤں پر پانی پھیر دیا۔ اب گورنمنٹ اس جواں دل سے پنجہ کشی کرنے پر آمادہ نظر آتی ہے۔ اور ہم کئی بار اس کا سینہ محمو کی سیاست سے چھلنی ہوتے دیکھ چکے ہیں۔

یہ صرف خلافت جوبلی نہیں ہے۔ بلکہ کئی جوبلیوں کا مجموعہ ہے۔ مثلاً محمود جوبلی۔ احمد جوبلی۔ نور جوبلی۔ بشیر جوبلی۔ فضل عمر جوبلی۔ اولوالعزم جوبلی۔ حسن و احسان میں بے نظیر جوبلی۔ جرنیلی جوبلی۔ سلسلہ جوبلی اسلامی جوبلی۔ احمدیہ جوبلی۔ محمدیہ جوبلی قادیانی جوبلی۔ مکی جوبلی۔ رسولی جوبلی۔ خدائی جوبلی۔ مسیحی جوبلی۔ کرشنی جوبلی۔ منارہ جوبلی۔ مبائعین جوبلی۔ فتح جوبلی وغیرہ وغیرہ وغیرہ جوبلیاں تو اور بھی شمار کی جا سکتی ہیں۔ مگر انہی پر اکتفا کرتے ہوئے ہر ایک جوبلی کی تین تین لاکھ کی رقم جمع کی جائے۔ تب جا کر رقم کچھ بن سکتی ہے۔ اسے تو چودھری صاحب کی ستم ظریفی کہیئے۔ کہ درجنوں جوبلیوں کو صرف ایک جوبلی میں مدغم کر کے محض تین لاکھ روپے کی اقل رقم کا مطالبہ افراد جماعت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

(خاکسار امیر عالم پٹیالوی)

اعلان نکاح

شیخ غلام حیدر صاحب سکنہ ماجہ جنگ حال ملازم ریلوے مقیم گڑھی شاہو لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ انکی دختر حنیفہ بیگم کا نکاح عزیز احمد ولد مخدوم شاہ محمد صاحب شملانوالہ سے بعوض مبلغ پانصد روپیہ مہر و ۹ع ماہوار نان نفقہ حافظ عبد الجلیل صاحب نے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو پڑھا۔ احباب دعا کریں۔ کہ یہ تعلق فریقین کے لئے بابرکت ہو۔ آمین۔

جھوٹ بولنا سخت گناہ کبیرہ ہے

اسلام نے جھوٹ سے بچنے کی جس قدر تاکید کی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جھوٹ کی باریک در باریک شقوں سے بھی سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

عام طور پر چھوٹے بچوں کو بہلانے کے لئے کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دی جاتی ہے حالانکہ اسلام کے نزدیک یہ منع ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن عامر سے روایت ہے۔ کہ ایک دن رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف فرما تھے۔ کہ میری والدہ نے مجھ سے کہا۔ بیٹے آؤ میں تجھے کچھ دوں گی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا۔ آیا حقیقتاً عبد اللہ کو کچھ دو گی۔ یا صرف بہلانے کے لئے تم نے یہ کلمہ کہا ہے۔ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ میں اسے کھجور دوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اما انک لو لم تعطہ شیئاً کتبت علیک کذبۃ۔ اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں۔ تو تمہارے نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا۔ (ابوداؤد باب التشدید فی الکذب)

جھوٹ کی ایک اور قسم جھوٹی گواہی دینا ہے۔ اسلام کے نزدیک یہ بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ سے فرمایا۔ الا انبئکم باکبر الکبائر الاشراک باللہ و عقوق الوالدین و شہادۃ الزور (مسلم کتاب الایمان باب الکبائر) کہ کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہ بتلاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ شرک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

بعض دفعہ انسان کوئی بات اسلئے بھی جھوٹ موٹ کہہ دیتا ہے۔ کہ لوگ اسے سنکر ہنس پڑیں۔ اسلام نے اسکی بھی ممانعت کی۔ اور فرمایا ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ (مشکوٰۃ و ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۵ ابواب الزہد) کہ وہ شخص جو اس لئے جھوٹ بول دیتا ہے۔ کہ لوگ ہنسیں۔ اس پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے۔

جھوٹ کی ایک قسم یہ ہے۔ کہ جھوٹا خواب کسی کے سامنے بیان کیا جائے۔ رسول کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی بھی ممانعت کی۔ اور فرمایا۔ من تحلم بحلم لم یرہ کلف ان یعقد بین شعیرتین ولن یفعل۔ (بخاری باب الکذب فی الحلم من ابواب التعبیر) کہ جو شخص جھوٹی خواب بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز اسے بطور سزا دو جَو دیگا۔ اور کہے گا۔ جس طرح تم دنیا میں جھوٹ سچ کے ساتھ جوڑتے رہتے تھے۔ اب ان دو جَو کو جوڑ کر دکھاؤ۔ لیکن وہ شخص کبھی دو جَو کو جوڑ نہ سکے گا اور اس طرح سے سزا ملتی رہے گی۔

جھوٹ کی ایک قسم یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ کی طرف کوئی جھوٹی حدیث بنا کر منسوب کر دی جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ کہ جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے۔ وہ اپنے مقام کو جہنم سمجھے۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ من حدث عنی حدیثًا و ہو یرٰی انہ کذب فہو احد الکاذبین کہ جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی ایسی حدیث بیان کرے۔ جس کے متعلق یہ جانتا ہو۔ کہ یہ جھوٹ ہے۔ تو ایسا شخص مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ (ترمذی جلد ۲ ابواب العلم)

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دل میں ایک چیز کی خواہش ہوتی ہے۔ مگر رسمًا یا عادتًا کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں۔ مثلًا بھوک لگی ہے۔ اور جی چاہتا ہے۔ کہ روٹی ملے۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ آؤ روٹی کھالو۔ تو کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے بھوک نہیں۔ یہ بھی ویسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی اور جھوٹ۔ چنانچہ مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ دودھ کا ایک پیالہ بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اس میں سے کچھ پیا۔ اور باقی حضرت عائشہؓ کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ تم پی کے باقی دودھ اپنی سہیلیوں کو دے دو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں۔ یا رسول اللہ ہمیں اسکی خواہش نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت کشفی رنگ میں ان کے دل کی حقیقت کھل گئی۔ کیونکہ آپ نے فرمایا۔ تم سب کو دودھ کی خواہش ہے۔ اور پھر تم نے انکار کیا۔ یاد رکھو۔ یہ بھی جھوٹ ہی ہے۔ (احیاء العلوم باب الحلہ من الکذب بالمعاریض)

مقدمات میں جھوٹ بولنے کی بھی اسلام نے ممانعت کی۔ اور فرمایا۔ کہ اگر کوئی جھوٹ بول کر کسی دوسرے کا حق غصب کر لیتا ہے۔ تو وہ دوزخ کے انگارہ پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔

اے لوگو تم میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو۔ اور میں چونکہ انسان ہی ہوں۔ اسلئے بالکل ممکن ہے۔ کہ کسی فریق کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر میں اسے دوسرے کا حق دلا دوں۔ سو یاد رکھو۔ میرے اس فیصلہ سے تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہو سکتا۔ کہ تم اپنے بھائی کے حق پر قبضہ جما لو۔ بلکہ تمہارا فرض ہے۔ کہ جو تمہارا حق ہے۔ وہ اپنے پاس رکھو۔ اور جو دوسرے کا حق ہے۔ وہ اسے دو۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا۔ تو سمجھے۔ کہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار۔ وہ آگ کا ٹکڑا ہے جو اس کے لئے قطع کیا گیا ہے۔ (ترمذی جلد اول ابواب الاحکام)

تجارت میں جھوٹ اور دھوکا بازی اختیار کرنے کی بھی اسلام نے ممانعت کی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک غلہ کے ڈھیر پر سے گزرے۔ تو آپ نے اتفاقًا اپنا ہاتھ اس غلہ کے ڈھیر میں داخل کر دیا۔ اور آپ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک غلہ سے یہ پوچھا۔ کہ یہ تری کہاں سے آگئی۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خود اسے تر نہیں کیا۔ بلکہ مینہ کی وجہ سے یہ غلہ تر ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تجھے چاہیئے تھا۔ کہ تر حصہ کو اوپر کر دیتا۔ تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جو شخص دوسرے کو فریب دیتا ہے۔ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (ترمذی جلد اول ابواب البیوع)

جھوٹا الزام لگانا بھی اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی رات جب چند لوگوں سے بیعت لی۔ تو فرمایا۔ بایعونی علےٰ ان لا تشرکوا باللہ شیئًا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف (بخاری)

کہ تم اس شرط پر بیعت کرو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دو گے۔ چوری نہیں کرو گے۔ زنا نہیں کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ کسی پر جھوٹا بہتان نہیں باندھو گے۔ اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔

جھوٹ کی ایک قسم یہ بھی ہے۔ کہ بلاوجہ بڑے آدمیوں کی ہاں میں ہاں ملائی جائے۔ خواہ وہ کس قدر لچر بات کریں۔ اسلام نے اس سے بھی روکا۔ چنانچہ کعب بن عجرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ہم نو آدمی دو حصوں میں منقسم ہو کر بیٹھے تھے۔ پانچ ایک طرف اور چار ایک طرف۔ ایک گروہ عجمی تھا۔ اور دوسرا عربی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھ کر فرمایا۔

سیکون بعدی امراء فمن دخل علیہم فصدقہم بکذبہم واعانہم علی ظلمہم فلیس منی ولست منہ ولیس بوارد علی الحوض ومن لم یدخل علیہم ولم یعنہم علےٰ ظلمہم ولم یصدقہم بکذبہم فہو منی وانا منہ وھو وارد علےٰ الحوض۔ (ترمذی جلد ۲ ابواب الفتن)

کہ میرے بعد بعض امراء ہوں گے۔ سو جو کوئی ان کے پاس جائے گا۔ ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا۔ اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے گا۔ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اور میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ حوض کوثر پر لایا جائے گا۔ مگر وہ جس نے ان کی ہمنشینی سے اجتناب کیا۔ ان کے ظلم میں ان کی اعانت نہ کی۔ اور ان کے کذب پر ان کی تصدیق نہ کی۔ وہ مجھ سے ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ اور وہ میرے حوض پر آنے والا ہے۔ (الفضل)

وزیر اعظم بہار کا ایک تعجب انگیز جواب

ہمیں صوبہ بہار کے کانگرسی وزیر اعظم کا ایک جواب پڑھ کر بہت تعجب ہوا۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کونسل کے ایک ممبر کے سوال پر دیا۔ وزیر اعظم نے اس ممبر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ بقرعید اور محرم کے موقعوں پر سولہ مقامات پر مسلمانوں کو ان کے مذہبی رسوم کی ادائیگی سے روکا گیا۔ وزیر اعظم کے بیان کے مطابق یہ اقدام اس لئے کیا گیا۔ کہ "فرقہ وارانہ فساد نہ ہو جائیں"۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ وزیر اعظم کے جواب کے اصل الفاظ وہی ہیں۔ جو اوپر نقل کئے گئے۔ لیکن اگر وزیر اعظم بہار کا جواب لفظًا بلفظ یہی ہے۔ تو ہم اس پر اپنے انتہائی تعلق خاطر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کسی قوم کے مذہبی فرائض کو (بشرطیکہ وہ فرائض اس قوم کے اصل مذہب کا حصہ ہوں) محض اس احتمال کی بنا پر بند کرا دینا۔ کہ ان فرائض کی بجا آوری سے کسی دوسری قوم کے افراد کو ذہنی تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس سے فرقہ وارانہ فسادات کا احتمال ہے قطعًا غلط اصول ہے۔ اور مسلمانوں کے مذہب کی رو سے قطعی طور پر مداخلت فی الدین کے مترادف ہے۔ جو کسی صورت میں برداشت نہیں کی جا سکتی۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ وزیر اعظم کے مندرجہ بالا جواب کی حقیقی نوعیت کچھ اور ہوگی۔ کیونکہ ہم اس بات کا یقین نہیں کر سکتے۔ کہ ہندوستان کا کوئی ذمہ دار لیڈر جو وزیر اعظم ایسے ممتاز اور ذمہ دارانہ عہدے پر متمکن ہو۔ اس نقطہ نظر کا حامی ہو۔ کہ کسی دوسری قوم کو اس کے مذہبی فرائض سے بجبر روکا جانا جائز ہو سکتا ہے۔

د۔ ج

مرض ہیضہ کی رفتار

مقام اطمینان ہے۔ کہ ہیضے کا مرض جو وبائی صورت میں میلہ کنبھ کے یاتریوں کی واپسی کے بعد پنجاب کے تمام علاقوں میں نہایت سرعت کے ساتھ پھیل گیا تھا۔ پنجاب کے جملہ مقامات کے عملہ حفظانِ صحت کی فوری کوشش اور مستعدی کے طفیل بہت حد تک رک گیا ہے۔ یعنی جس غیر معمولی سرعت کے ساتھ وہ پھیلنا شروع ہوا تھا۔ اس سرعت کے ساتھ اس میں ترقی نہیں ہوئی۔ البتہ ابھی تک اس مرض سے کلی محفوظ ہو جانے کی کوئی امید نہیں بندھ سکتی۔ اور کھانے پینے چلنے پھرنے میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ انفارمیشن بیورو پنجاب کی ایک اطلاع کے مطابق پنجاب کے صرف چھ ضلعے ایسے ہیں۔ جہاں سے کسی تازہ کیس کی اطلاع موصول نہیں۔ باقی تمام علاقے اس سے کم و بیش متاثر ہیں۔ ایسے لوگوں کو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

وید میں ہرگز توحید محض نہیں ہے

ناظرین خوب یاد رکھیں۔ اور اے آریہ کے نوعمرو نو گرفتارو! تم بھی یاد رکھو۔ کہ وید میں ہرگز توحید محض نہیں ہے۔ وہ جا بجا مشرکانہ تعلیم سے مخلوط ہے۔ کوئی اسکو بری نہیں کر سکتا۔ اور زمانہ آتا ہے۔ کہ اس کے سارے پردے کھل جائیں گے۔ سو تم لوگ اس خدا سے ڈرو۔ جس کی عدالت سے کسی ڈھب روپوش نہیں ہو سکتے۔" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۵۰)

اس حوالہ میں حضرت یوگیراج کرشن ثانی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما رہے ہیں۔ کہ وید میں ہرگز توحید محض نہیں ہے۔ جب ہم وید مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو سپشٹ روپ سے یہ پرگٹ ہو جاتا ہے۔ کہ وید میں عناصر پرستی پائی جاتی ہے۔ میں صرف چند منتر پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ یہ کام خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

اندر کی پوجا:- پھیلی ہوئی بھجاؤں والے اندر کو اپنی حفاظت کے لئے پکارتے ہیں۔ رگوید منڈل ۸ سوکت ۳۲ منتر ۱۰ اس منتر میں اندر سے اپنی حفاظت کی پرارتھنا کی گئی ہے۔ ہمارے آریہ سماجی دوست یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ جس جگہ اندر اگنی وغیرہ سے پرارتھنا کی گئی ہو۔ اس جگہ اندر اور اگنی سے مراد ایشور ہے نہ کہ دیوتا۔ اگر ہمارے آریہ منتروں کا یہ کہنا درست ہے۔ تو اسکو سچا ثابت کرنے کے لئے کوئی ویدک منتر پیش کریں۔ تاکہ قابل غور بات ہو سکے۔ کیونکہ ہمارے آریہ دوست صرف ویدوں کو ہی پرمانک مانتے ہیں۔ اور ساتھ ہی مندرجہ ذیل منتروں کا بھی حل پیش کریں۔ کیونکہ اس جگہ منتر میں اندر کو کھانے پینے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ کیا خدا بھی کھانے اور پینے کا محتاج ہے۔

اندر کھا اور پی:- ہے اندر کھا اور پی۔ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۱۶ منتر ۹

اندر گھوڑوں کے ساتھ آ:- ہے اندر اپنے دونوں گھوڑوں کے ساتھ آ۔ رگوید منڈل ۲۔ سوکت ۱۸ منتر ۴۔

اندر کی پتنی وغیرہ:- فائدہ پہنچانے والی پتنی تھا اور بھی سُرمینہ تیرے گھر میں ہیں۔ رگوید منڈل ۳ سوکت ۵۳ منتر ۶۔

کانوں والے:- ہے سب طرف سے سننے والے کانوں والے اندر۔ ہماری پکار اور دعا کو سُن۔ رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۰ منتر ۹۔ مذکورہ بالا منتروں کی ویاکھیا کرتے ہوئے ویدوں کے ادھک پراچین ویاکھیاتا شری یاسک جی اپنی مشہور عام نِرُکت میں تحریر کرتے ہیں:- یہ کھانا۔ پینا۔ سننا نہیں بن سکتا۔ جب تک دیوتا انسانوں کی طرح رنگوں والے نہ ہوں۔ سوان پرمانوں سے منتروں کے دیوتا دل کا پرشِ وِدھ ہونا ثابت ہے۔ نرکت دیوتا کانڈ ادھیائے ۷ کھنڈ ۶ اور سوامی دیانند جی بھی رگوید آدی بھاشیہ صفحہ ۳۶ پر اور دیوتاؤں کے ساتھ اندر کو بھی دیوتا مانتے ہیں۔ اسلئے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل یہ درست فرمایا ہے۔ کہ وید میں ہرگز توحید محض نہیں ہے۔

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

پنجاب سے بیروزگاری کا دفعیہ

خان بہادر سردار حبیب اللہ خاں نے جو بیکاری کی کمیٹی پنجاب کے ممبر ہیں۔ اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ کمیٹی کی کارروائی اب آخری مرحلہ پر پہنچ گئی۔ اور اس کے روبرو جو بہت سی شہادتیں پیش کی گئی تھیں۔ اب وہ ان پر غور کر رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ اسکی سفارشات دوررس نتائج پیدا کرنے والی ہوں گی۔ اور اگر گورنمنٹ نے ان کو منظور کر لیا۔ تو صوبہ کی حالت میں انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ مگر گورنمنٹ کو اس خاص مشکل کا سامنا ہوگا۔ جو ضروری روپیہ حاصل کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر امید رکھنی چاہیئے کہ حکومت پنجاب اس بارہ میں ایک دلیرانہ پالیسی اختیار کریگی۔ اس میں مبالغہ نہیں۔ کہ پنجاب میں اوسط طبقہ خصوصاً تعلیمیافتہ لوگوں میں بیروزگاری کا جو دور دورہ ہے۔ وہ تمام صوبہ کے لئے حد درجہ تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ ان لوگوں سے بیروزگاری دور کرنے کے لئے حکومت پنجاب کو کمیٹی مذکور کی سفارشات کو قبول کرنے اور عملی صورت دینے میں کوئی عذر نہ ہونا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی سکیم تیار کرنی چاہیئے۔ جس کی بدولت ۴م

۴م متوسط طبقہ خاصکر تعلیمیافتہ جماعت کو در بدر تلاش معاش کے لئے ٹھوکریں کھانے سے نجات مل جائے۔ یہ سکیم ملازمتوں کے متعلق نہ ہو۔ بلکہ صنعتوں کے متعلق ہو۔ جس سے خود مختار طور پر حصول معاش

مستورات کا کالم

تربیت اولاد

(از محترمہ اہلیہ صاحبہ خانصاحب رشید احمد خاں ریٹائرڈ ہیڈ کنسٹیبل پولیس مہاجر قادیان)

پیاری بہنو! میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں۔ کہ "قوم کی زندگی عورتوں میں ہے"۔ مگر یہ سنکر تمام بہنیں اپنے دل میں حیران ہوں گی۔ کہ عورتیں کس طرح قوم کی زندگی ہو سکتی ہیں۔ لیکن اُن کی یہ حیرت چند منٹ سے زیادہ دیر تک نہ رہے گی۔ کیونکہ اُن کو علم ہو جاویگا۔ کہ دنیا کے واقعات میں عورتوں نے کوئی کم حصہ نہیں لیا۔ بلکہ مردوں کے پہلو بہ پہلو رہ کر انہوں نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اگر مردوں میں ضرار جیسے بہادر پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو عورتوں میں بھی خولہ جیسی تلوار کی دھنی باکمال عورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اسلام کے پہنچانے میں اگر ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ جیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو عورتوں میں بھی حضرت عائشہ رضؓ اور حفصہ رضؓ جیسی پاک عورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اگر مردوں میں حسانؓ جیسے شاعر پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو عورتوں میں بھی خنسا جیسی عالمہ شاعرہ پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر مرد حافظ قرآن پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو عورتوں میں بھی حضرت رابعہ بصری جیسی زاہدہ اور حافظ پیدا ہو سکتی ہے اسلام نے جہاں قرآن کریم میں احکام بتلائے ہیں۔ وہاں والمومنین والمومنات کہکر تذکرہ شروع کیا ہے۔ اور جہاں وراثت کا ذکر کیا ہے۔ وہاں بھی مردوں کے ساتھ عورتوں کو رکھا ہے۔ پس مشاہدہ اس امر کو بتلا رہا ہے۔ کہ دنیا کے اندر عورتیں مردوں سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ دنیا کو بدل کر رکھ دینے والیاں عورتیں ہی ہیں۔

دیکھو ہندوؤں میں ایک جنگ مہابھارت کی مشہور ہے۔ کہ ایک بہت بڑا راجہ جس کا نام ارجن تھا۔ اسکی رانی مسماۃ دروپتی اس جنگ کا موجب ہوئی۔ اسی طرح رام چندر جی نے بڑی بڑی لڑائیاں اپنی رانی سیتا جی کی خاطر سے کی ہیں۔ مسلمان بیگمات میں سے نور جہاں۔ زیب النساء وغیرہ عورتوں نے ملک کی باگ اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ یعنی ملک پر حکومت کرتی تھیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی پاک بیبیوں کو فرماتے ہیں۔ کہ تم دنیا کی زیب و زینت پسند کرتی ہو۔ یا اللہ اور اس کے رسول کو۔ یہ سنکر وہ اپنے سروں کو جھکا دیتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ کہ نہیں ہم کو دنیا سے کیا تعلق۔ اللہ اللہ کیا مقابلہ ہے۔ ایک طرف دنیا زیوروں سے بھری ہوئی عمدہ نفیس کپڑے پہنے ہوئے دلہن بن کر نظر آ رہی ہے۔ مگر دوسری طرف جنگل اور بیابان اور تکلیفیں اور مصیبتیں ہیں۔ مگر خدا کو پیار کرنے والیاں بیبیاں کہتی ہیں۔ کہ پیارے مالک ہم کو یہ جنگل بیابان یہ مصیبتیں اگر تو ہمارے ساتھ ہوگا۔ تو ہمارے لئے گلزار ہوں گے۔ اگر ہم نے زینت سے آراستہ دنیا کو لے لیا۔ مگر تو ہمارے ساتھ نہ ہُوا۔ تو وہی محلات ہمارے لئے خار کانٹے جھاڑیوں سے بھی بُرے ہوں گے۔ مگر اپنے خاوند کی جاں نثار بیبیاں اپنے ان الفاظ کو اس طرح سے پورا کرتی ہیں۔ کہ لڑائیوں میں اپنے مقدس خاوند کے ساتھ ہیں۔ اور سفروں اور مشکلوں میں ساتھ ہیں۔ جب تک کہ موت نے آکر ان کو علیحدہ نہ کر دیا۔ میں اگر ان عورتوں کے صرف نام ہی گنوں۔ جنہوں نے دنیا کے اندر بے نظیر کام کئے ہیں۔ تو میرے خیال میں ایک کتاب بن جائے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ عورتیں ناقص العقل نہیں ہیں۔ عورتیں خدا نے لغو اور بیہودہ پیدا نہیں کی ہیں۔ بلکہ ان سے ایک خاص غرض ہے۔ جس کے متعلق میں نے آپ کو بتانا ہے۔ کہ **قوم کی زندگی عورتوں میں ہے۔**

اے پیاری بہنو۔ ذرا خیال کرو۔ کہ قوم کیا چیز ہے۔ مختلف انسان اور بہت سے آدمیوں کے ملنے سے قوم بنتی ہے۔ جس طرح ایک ایک قطرہ اگر ہم جمع کر دیں۔ تو ایک وقت بہت سا پانی ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح ایک ایک اینٹ جمع کرنے سے مکان بن جاتا ہے۔ اسی طرح مختلف لفظ جمع کرنے سے مضمون بن جاتا ہے۔ تو اسی طرح ایک ایک آدمی جمع کرنے سے قوم بن جاتی ہے۔ ہم کو اسی لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ ہم قوموں کی استاد بنیں۔ ان کی تربیت کریں۔ ان کو بتلائیں کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اور مذہب پر کس طرح سے فدا ہوتے ہیں۔ شاید تم حیران ہوں گی۔ کہ ہم قوموں کی استاد کس طرح بن سکتی ہیں۔ پیاری بہنو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر آپ غور کریں۔ تو یہ حیرانی کوئی ہستی اور حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ میں نے بتایا ہے۔ کہ تمہارے بچوں سے ہی قوم بنتی ہے۔ اور وہی بچے جن کے تم آج پاخانہ اٹھاتی ہو۔ اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں ہے۔ وہ بچے کل قوم کہلائیں گے۔ پس تم اپنے بچوں کی تربیت کو عمدگی سے ادا کر سکتی ہو۔ ان کے اندر مذہب کی روح پیدا کر سکتی ہو۔ ان کو باخدا انسان بنا سکتی ہو۔ ان کو یہ سکھا سکتی ہو۔ کہ اسلام کے سوا اور کہیں خدا نہیں مل سکتا ہے۔ اسلام نہیں ملتا۔ جب تک تم قربانیاں نہ کرو گے۔ بچے ماں باپ کا رنگ پکڑتے ہیں۔ باپ اکثر وقت گھر سے باہر نکل جاتا ہے۔ ماں ہر وقت بچوں کی نگہداشت یعنی دیکھ بھال کر سکتی ہے۔ پس باپ کا ہاتھ بچے کی تربیت میں بہت کم ہے۔

دنیا کے طریقے کو دیکھ لو۔ کہ بچہ اگر گندہ ہو۔ اور میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے ہوں۔ اور اس کے بدن سے بدبو آتی ہو۔ بچے کو لوگوں سے مانگنے کی عادت ہو۔ لوگ فوراً یہ کہہ دیں گے۔ کہ ماں بے وقوف ہے۔ بدتمیز اور پھوہڑ ہے مگر بچہ ہر وقت صاف رہتا ہو۔ اس کا بدن میلا نہ ہو۔ کسی سے سوال نہ کرے۔ اور میٹھی میٹھی باتیں کرے۔ لوگ ایسے بچے کو گود میں لے لینگے۔ اس کو پیار کریں گے۔ اور اسکی ماں کی تعریف کریں گے۔ اسی طرح سے اگر بچہ لڑکا ہو۔ تو جب وہ بڑا ہو کر بُری عادتوں کا مرتکب ہوگا۔ لوگ اسکو قہر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اگر لڑکی ہوئی۔ اور وہ جب کسی کے بہو بن کر گئی۔ تو وہ اپنے گندے رہنے اور کم عقلی کی وجہ سے تمام گھر بھر سے طعنے سُنے گی۔ سب کہیں گے۔ کہ ماں گندی تھی۔ یہ تھا وہ تھا۔ پس پیاری بہنو۔ سوچو کہ ماں کے اوپر کس قدر اولاد کی ذمہ واری ہے۔ ایک ماں کے بگڑنے سے ساری نسل بگڑ جاتی ہے۔ اولاد کو خود علیحدہ دکھ ہوتا ہے۔ اور ماں جو بدتمیز کہلاوے یہ علیحدہ رہا۔

لیکن اب ذرا دوسرے پہلو پر غور کرو۔ کہ ایک بچی نہایت ہنرمند۔ سلیقہ والی۔ گھر کے کاموں میں چست و چالاک۔ محبت سے رہنے والی۔ صفائی پسند ہے۔ وہ جب بیاہی جاتی ہے۔ سسرال والوں کو خوش رکھتی ہے۔ آئے گئے لوگوں کو سلام کرتی ہے ساس اور دیگر رشتہ داروں کے حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ اس کو جو کوئی دیکھتا ہے۔ منہ سے واہ واہ نکلتی ہے۔ اور بے اختیار کہتے ہیں۔ کہ بچی شاباش ہے تیری ماں کو۔ جس نے تیرے جیسی باسلیقہ بچی جنی۔ اور اگر بچہ ہوُا۔ تو اس کے جوان ہونے پر جب وہ ایک ہنرمند جوان ثابت ہو۔ اور ملک کے لئے ایک ابرِ رحمت ہو۔ تو لوگ جب اسکی تعریف کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ دھن ہے وہ ماں جس نے ایسا بہادر سپوت جنا۔ لہذا پیاری بہنو تم نے اس کے ہر ایک پہلو کو دیکھ لیا۔ کہ اولاد کی تربیت میں تمہاری تعریف ہے۔ اور اس کے خلاف تمہاری اپنی بدنامی ہے۔ پس تم کو یہ تو معلوم ہوگیا۔ کہ اولاد کی تربیت کو ماں کے ساتھ بہت کچھ لگاؤ ہے۔

اب یہ پہلو غور کے قابل ہے۔ کہ ان کی تربیت کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ جس سے کہ قوم کو زندہ رکھنے کے قابل ہو سکیں۔ اس کیلئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے۔ کہ تم خود وہ سب اوصاف اپنے اندر پیدا کرو۔ آج تم دیکھتی ہو۔ وہ مقدس عورت ہم میں موجود ہے۔ جس کو آج ام المؤمنین ہونے کا فخر ہے۔ اسکو خداوند تعالےٰ نے ایک ایسا خاوند دیتا ہے۔ جو سینکڑوں بادشاہوں سے اچھا۔ جس کو خدا نے کہا۔ کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ جسکی حکومت آگ جیسی چیز پر تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ اسکو فرماتا ہے۔ کہ "آگ تیری غلام بلکہ تیرے غلاموں کی بھی غلام ہے"۔ ایسا بے نظیر خاوند جس کا ثانی دوسرا نہیں۔ اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ اسکی تمام امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ دنیا اس کے لئے اندھیر ہو جاتی ہے۔ مگر وہ بہادر اف تک نہیں کرتی۔ اور کہتی ہے۔ کہ اے خدا اگر انہوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر تو نہ چھوڑنا۔ یہ صبر تھا۔ اور اس قدر رضائے مولیٰ پسند تھی۔ پھر آج اس کا نتیجہ ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ کہ اس کے بچے دنیا کے لئے چراغ ہیں۔ اور وہ تمام مومنوں کے امام بنائے گئے۔ وہ یہی بات تھی۔ وہ خود ایک زندہ تصویر کو دیکھتے تھے۔ بچہ ہمیشہ جو دیکھتا ہے۔ وہی کرتا ہے۔ مثلاً دیکھو۔ ایک گھر میں ایک بچہ اور ایک باپ اور ماں ہے ماں اور باپ دونوں بدتمیز اور نالائق ہیں۔ ان کا بچہ ویسا ہی ہوگا۔ وہ جس طرح اپنی ماں کو کرتا دیکھے گا۔ کرے گا۔ مثلاً شیر کا بچہ جب دیکھتا ہے۔ کہ اس کے ماں اور باپ اس طرح شکار کرتے ہیں۔ تو وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ پس بچہ ماں باپ کی نقل کرتا ہے۔ تم خود تعلیم حاصل کرو۔ تم خود نیک نمونہ بنو۔ تا تمہاری اولاد بھی نیک ہو۔ تم اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔ مسیح موعود علیہ السلام

غیر احمدی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

بعض کور ذوق معاندین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام موزون پر اعتراض کر کے نہ صرف بغض و عداوت کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ اس شئے لطیف کے متعلق اپنی لاعلمی اور کوتاہ فہمی کا ثبوت دیتے ہوئے مقتضیاتِ فطرتِ انسانی کے مجروح اور قتل کرنے کی ناپاک کوشش کا احمقانہ مظاہرہ کیا ہے۔ ان حضرات نے شعر کی حقیقت سمجھنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اور اسی رو میں بہہ گئے۔ جو بالعموم عوام کالانعام میں اس کے متعلق پائی جاتی ہے شعر گوئی خدا تعالےٰ کی لطیف و متین عطیہ ہے۔ جس کا جائز استعمال فطرت انسانی کے تقاضے کو پورا کرتا ہے۔ اور کسی شئے کو اس کے غلط استعمال سے عبث ٹھیرانا اور مضر قرار دینا انسانیت سے بعید ہے اگر کوئی شخص شعر کہنے کی قابلیت کا غلط استعمال کرتا ہے۔ تو اس وجہ سے شعر کہنا معیوب یا عبث کیسے ٹھیر سکتا ہے۔ ایسا کہنے والا سراسر غلطی خوردہ ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شعر سنتے۔ دوسروں کے ساتھ مل کر پڑھتے۔ اور بعض اوقات خود بھی شعر کہتے۔ بلکہ بعض اوقات آپ نے اشعار کی درستی بھی کی۔ پس شعر کہنا ہرگز منافی نبوت نہیں۔ شعر کلام موزون پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جس جگہ شعراء کو غاوون کا خطاب دیا گیا ہے۔ وہاں ان سے مراد جھوٹا تخیل باندھنے والے لوگوں سے ہے۔ جو ایسی ڈگر پر چلتے ہیں۔ جو صحت سے بعید ہونے کے علاوہ اخلاق کش اور روحانیت سوز ہوتی ہے۔ وہ ہر میدان میں بھٹکتے ہیں۔ اور بے اصولاپن دکھاتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جن کا طرزِ زندگی یقولون ما لا یفعلون کے ماتحت واقع نہ ہو۔ اور وہ شعر تو کہیں۔ مگر اس آیت کی زد سے باہر رہیں۔ ان کے لئے شاعر کے معروف لفظ کا استعمال ناروا عجب خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ موزون کلام کہنے والے اور غیر موزوں کلام کہنے والے دونوں کو ایک ہی کشتی میں سوار کرنا ظلم کے مترادف ہے۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ اسی صنف کی وجہ سے انہیں شعراء کی صف سے ممتاز کیا گیا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں نے مثنویاں کہی ہیں۔ اور انہیں شاعر نہیں کہا جاتا۔ مولانا جلال الدین رومی اپنے فصیح و بلیغ کلام کے باوجود صف شعراء میں شمار نہیں کئے جاتے۔ یہی حال مولانا حالی کا ہے۔ لہذا معلوم ہوُا۔ کہ شعراء کا فرقہ الگ ہے۔ جس میں داخل ہونے کے لئے شاعروں کی خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ اور وہ جو ان اصناف کے حمل سے قاصر ہو وہ اس حلقہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور یہی مفہوم قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا ہے جس میں شاعروں کو گمراہ قرار دیتے ہوئے الا الذین اٰمنوا و عملوا الصلحٰت و ذکروا اللّٰہ کثیراً کہہ کر مطلق شعر نہ کہنے کی نفی کر دی ہے۔ اسی مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے خاقانی نے یہ شعر کہا ہے۔

شاعراں را اگرچہ غاووں خواند در قرآں خدا
ہم از ایشاں بود ظاہر وجہ استثنائے من

پس شعر سے ہماری مراد کلام موزون ہے۔ جس کے متعلق دارقطنی نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت کے حضور شعروں کا ذکر کیا گیا۔ تو فرمایا۔ ھو کلام محسنہ حسن و قبیحہ قبیح۔ یعنی وہ ایک کلام ہے۔ اسمیں جو اچھا ہے۔ وہ واقعہ میں اچھا ہے۔ اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہی ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت عمرؓ کو سخن فہمی اور سخن گوئی کا نہایت اعلےٰ ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ شعر و شاعری کا ایسا عمدہ مذاق رکھتے تھے۔ کہ آپ کی سیرۃ سے یہ واقعہ متروک نہیں کیا جا سکتا۔ عرب کے اکثر شعراء کا کلام آپ کو یاد تھا۔ ان کے کلام پر آپ تنقید کرتے اور آپ اپنے وقت کے سب سے بڑھ کر نقاد اور سخن فہم تھے۔ حضرت

کا کام تمہارے بیٹے دنیا کے کونوں تک پہنچا دیں۔ احمدیت کو پھیلاتے ہوئے تم خود مٹ جاؤ۔ فنا ہو جاؤ تا قوم زندہ رہے۔ پیاری بہنو! میں آپ کی ایک ناکارہ بہن ہوں۔ میرے لئے دعا کریں۔ کہ مجھکو خدا تعالیٰ خادم دین بنائے۔ اور نیکیوں کی توفیق دے۔ اور میری اولاد کو بھی۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رات کو ——— نیند نہیں آتی۔ حکیم صاحب مطلب سمجھ کر فرماتے ہیں۔

"جی ہاں" ——— اور بھوک تو ——— بالکل نہیں نہیں صاحب بہت معلوم ہو رہی ہے۔ اس وقت کیا ——— دال چپاتی کھائیے۔

مگر ——— جی ہاں دوا کھانے سے قبل ضرور پی لینی چاہیئے۔

نہیں میرا مطلب یہ ہے بخار ———

نہیں جناب۔ آج بخار نہیں آسکتا۔

کل تو صبح ہی سے ——— دکل روکنے کی دوا بھی تو نہیں دی تھی۔

اور جو ——— ہرگز نہیں آج تو آ ہی نہیں سکتا بخار۔

اس کے بعد انہیں اگر کچھ اور تسلسل کے ساتھ کہنا ہوتا ہے۔ تو اس کا طریقہ بالعموم یہ ہے۔ کہ دو باتیں کہتے ہیں حکیم صاحب سے اور چار باتیں کرتے ہیں ملازمین اور دوسرے حاضرین سے۔

حکیم صاحب سر میں ——— دیکھو جی شور مت کرو۔ میں کیا کہہ رہا تھا۔ جی ہاں سر میں درد بہت ہے۔ اور خفیف ارے بھودے حقہ ادھر لا ——— حرارت نہیں جاتی۔ آپ نے چند ——— ارے پانی لاؤ نسخے بھی تبدیل کئے مگر ——— بھورے گنا دباؤ ———

ابھی تک کچھ بھی ——— حقہ تازہ کرو۔

اس طرح بمشکل ایک یا دو گھنٹے میں "عرض حال" ——— بلکہ "فرمان حال" ختم ہوتا ہے اور سمجھا جاتا ہے۔ کچھ بھی نہیں کہا گیا۔

جو حضرات جسم کے پوشیدہ حصوں کا شدید ضرورت کے وقت بھی نام لینا گوارا نہیں کرتے اور ساتھ ہی طبی اصطلاحات عربی و فارسی یا انگریزی الفاظ کے استعمال کی نسبت سمجھتے ہیں۔ کہ اس حرکت سے معالج کی توجہ ہمارے حال پر زیادہ مبذول ہوگی۔ وہ تو بعض اوقات اس طرح حال بیان کرتے ہیں۔ کہ حکیم جی بھی جن کو عام لوگوں کے خیال میں حد درجہ متین۔ مہذب خاموش اور خوش اخلاق ہونا چاہیئے' اور ڈاڑھی وہ چاہے کتنی ہی لمبی رکھیں۔ کرتا خواہ کتنا ہی نیچا پہنیں۔ مگر ہنسنا اور مذاق کرنا بالکل نہ جانتے ہوں۔ مجبوراً ہنس پڑتے ہیں۔

ایک صاحب بواسیر میں مبتلا تھے۔ ورم اور جلن کی سخت تکلیف تھی۔ حکیم صاحب نے مرہم کا نسخہ لکھ دیا۔ اور ہدایت کر دی۔ کہ رات کو استعمال کر لیا کریں۔ صبح کو وہ آئے تو فرمانے لگے۔ اور تو سب خیریت ہے۔ مگر فم معدہ کی جلن میں کمی نہیں۔

فوراً خیال ہؤا۔ کہ انہیں تو تکلیف تھی دوسری کہیں ایسا تو نہیں "بکار برند" کے معنے انہوں نے یہ سمجھے کہ مرہم بنا کر کھا لیا جائے اور اسی لئے مرہم کی دواؤں سے "فم معدہ" میں سوزش پیدا ہوگئی ہے۔ پوچھا کس طرح استعمال کیا تھا آپ نے مرہم۔ انہوں نے طریقہ استعمال کی وضاحت بالکل صحیح کی آخر کار حکیم صاحب سمجھ گئے۔ کہ "فم معدہ" سے ان کی مراد کیا ہے۔

اسی طرح ایک بزرگ۔ جو انگریزی کی نہایت اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ اور مادری زبان میں گفتگو کرنا جہالت و وحشت پر محمول کرتے تھے۔ اردو اگر بولتے تھے۔ تو اسے انگریزی کی آمیزش سے کھچڑی بنا دیا کرتے تھے۔ اتفاق سے احتباس ریاح کی شکایت کے شکار ہوئے۔ اور مجبور ہو کر حکیم صاحب کے پاس گئے۔ ہاتھ بڑھا کر بولے۔ ذرا ہماری "پلس" بھی ملاحظہ فرمائیے ——— طبیب کے سامنے ہاتھ بڑھانے کا مطلب خواہ کچھ ہی ہو۔ لیکن وہ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ مریض نبض دکھانی چاہتا ہے۔ اسلئے "پلس" سے ناواقف ہونے کے باوجود انہوں نے نبض دیکھی۔ اور دیر تک غور کر کے پوچھا۔ کیا شکایت ہے۔ فرمانے لگے۔ ہوا "لیک" نہیں کرتا۔

اگلے دن یہی حضرات بہت ہشاش بشاش آئے۔ اور آتے ہی کہنے لگے۔ صاحب بڑی اچھی دوا تھی۔ صبح سویرے ہی بہت "مفصل" دست ہو گیا۔ اور "موشن" ہوتے ہی طبیعت بحال ہو گئی ——— حکیم صاحب نے ہنس کر کہا۔ غنیمت ہؤا۔ اگر مدلل اور مشرح بھی ہوتا۔ تو ہیضہ ہو جاتا۔

اظہار حال کے اور طریقوں کو اس وقت ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ ——— موقعہ اب ایسا آگیا ہے۔ کہ ——— ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم (ماخوذ)

ایک غریب انکم ٹیکس وصول کرنے والے کا انتقال ہو گیا۔ تجہیز و تکفین کے لئے چندہ کیا گیا۔ ایک صاحب نے پانچ روپے دینے کا وعدہ کیا۔ جب چندہ وصول کرنے کے لئے ان صاحب کے مکان پر آدمی گیا۔ تو انہوں نے دس روپے کا نوٹ دیا۔ چندہ وصول کرنے والے نے دریافت کیا۔ کیا پانچ روپیہ واپس کر دوں؟ جواب ملا نہیں۔ وہ بھی رکھ لو۔ اور دوسرے انکم ٹیکس والے کو دفن کر دو۔

دعوت حق

چھبیس (۲۶) مئی ۱۹۰۸ء کا المناک دن

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے
چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

اے صاحبو! عقلمندو۔ جو صداقت کے متلاشی اور انصاف کے قدردان ہو۔ للہ سوچو تو سہی۔ کہ جس موعود مسیح کی انتظار تمہیں لگی ہوئی تھی۔ وہ کہاں ہے۔ اگر تمہارا وہ "مزعومہ" مہدی اور مسیح اب تک نہیں آیا۔ تو پیارو! بتاؤ۔ کہ وہ کب آئے گا۔ کیا اس وقت جبکہ دنیا کے بسنے والے اس دار فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔ دوستو! یہ مبارک دن یہ سعادت کی گھڑیاں روز روز نہیں آیا کرتیں۔ اب تمہاری انتظار بے سود ہے۔ اٹھو اور آنکھیں کھولو۔ کہ وہ موعود مسیح جسکی انتظار تمام فرقہائے اسلامیہ و دیگر اقوام عالم کو ایک مدت سے تھی۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں مبعوث ہو چکا۔ جس نے گمگشتگان راہ طریقت و متلاشیان حق کو آتے ہی آواز دی۔ کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پروائے حسرت کہ تم نے اسکی آواز پر لبیک نہ کہا۔ اور اسکی تکذیب پر کمربستہ ہو گئے۔ حالانکہ اگر تم اس کے دعوے پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے۔ تو قطعاً تم نہ بھٹکتے۔ وقت ہے اب بھی توبہ کرو۔ کہ وہ ذات غفور الرحیم ہے۔ اسکے آگے کوئی بعید نہیں۔ کہ وہ تمہاری کمزوریوں کو معاف کر دے ہر انسان نے خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ تباؤ کہ تم کس منہ کو لیکر اسکے حضور پیش ہوگے۔ کیا اس منہ کو کہ خدایا تیرا موعود مسیح ہاں تیرے پیارے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیارا غلام ہمیں ہلاکت کے گڑھے سے نکال کر بام رفعت تک پہنچانے آیا تھا۔ مگر ہم نے اسکی مقدس آواز پر لبیک نہ کہا۔ بلکہ دن بدن شوخیوں اور شرارتوں میں بڑھتے گئے۔ تو بھائیو! ذرا ٹھنڈے دل سے خدا کا خوف کھاتے ہوئے جواب دو۔ کہ کیا وہ رب العزت خدا تم پر اپنی رحمت و برکت کے دروازے کھولے گا۔ یا کہ تمہیں نار جہنم کا مزا چکھائے گا۔ عقلمند انسان وہی ہے۔ جو اپنی عاقبت کا فکر کرے۔

اقوام عالم کا روحانی بادشاہ

اپنے مولیٰ کے حضور

چھبیس (۲۶) مئی ۱۹۰۸ء کا دن ایک نہایت ہی غمناک دن تھا۔ جس دن کہ خداوند قدوس کا وہ موعود مسیح جسکی خبر پاکوں کے سردار رسولوں کے فخر حضرت آقائے نامدار احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیث میں دی تھی۔ اس جہان سے چل بسا۔

بے شک دنیا فانی ہے۔ بہتیرے آئے۔ اور اس جہان سے چل بسے۔ مگر وہ مبارک ہستیاں جنہوں نے اس دار فانی میں آکر خدا کی توحید کے نقارے بجائے۔ ان کی یاد دلوں سے محو نہیں کی جا سکتی۔ تاریخ احمدیت کے اوراق اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ جب مسلم قوم کی حالت دگرگوں تھی۔ پیروں۔ گدی نشینوں اور دیگر پیٹ پرست ملانوں نے حصول زر کی خاطر بڑے بڑے اولیائی کے دعوے کر رکھے تھے۔ روحانی آفتاب جو آج سے چودہ صدیاں قبل فاران کی بلند چوٹیوں سے ہویدا ہؤا۔ اوجھل تھا۔ نادان عیسائی پادریوں اور پنڈت دیانند کے چیلوں نے اسلام پر تیر اندازی شروع کی ہوئی تھی۔ کہ ایک روحانی مہر عالمتاب آسمانی نوشتوں کے مطابق سرزمین قادیان سے طلوع ہؤا۔ تا وے جو مسلمان کہلانے والے تھے۔ ان کو تاریکیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گڑھے سے نکال کر بام رفعت تک پہنچائے۔ اور علم و عمل کے بادشاہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت از سر نو قائم کرے۔ اور اسلام کو دشمنوں کے حملوں سے بچائے۔ وہ جو اپنے مقدس آقا کی محبت میں سرشار تھا۔ اسے روحانیت سے کوسوں دور ملانوں نے محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن گردانا۔ حالانکہ وہ ایک ایسا مقدس وجود تھا۔ جس پر ملائکہ اللہ بھی رشک کرتے تھے۔ اور جسکی زبان کو غیر بھی جادو قرار دیتے تھے۔ جس کا قلم زمانہ بھر میں سحر مانا گیا تھا۔ اور جسے خود اس کے مبعوث کرنے والے رب العزت خدا نے بھی "سلطان القلم" فرمایا۔ اور روحانی بادشاہ قرار دیا تھا۔ اُف! ایسے مقدس انسان کو رسول پاک کا دشمن قرار دینا کس قدر دیدہ دلیری اور کس قدر خبیثانہ فعل ہے۔ جس کی سزا یقیناً قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جو خدا کے پاک بندوں پر ایسے ناروا الزام لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ بھگتنی پڑے گی۔

وصال کی گھڑی

آخر وہ گھڑی بھی آپہنچی۔ جس سے لاکھوں اور کروڑوں انسان لرزتے اور کانپتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کا مقدس مسیح ۷۵ - ۷۶ برس کی عمر پاکر اپنے جاں نثار پروانوں کو چھوڑ کے اس دار الفنا سے رحلت فرما رہا ہے۔ صحابہ مارے غم کے گھلے جا رہے ہیں۔ ہائے اے ہمارے پیارے مولیٰ - تو ہم میں سے ہمارے پیارے آقا کو کیوں جدا کرنے لگا ہے۔ ہم پر تو کوہ الم گر پڑے گا۔ ہم کیا کریں۔ جیتے جی ہی مرچلے ہیں۔ خود مسیح پاک حیران ہیں۔ کہ ابھی تو یہ سلسلہ ایک نازک کونپل کی مانند ہے۔ خدایا۔ کیا باد مخالف کے جھونکے تو اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پھر خیال آتا ہے۔ کہ شاید میرا اٹھایا جانا ہی مقدر ہو۔ چپ ہو جاتے ہیں۔ اتنے میں الٰہی پیغام پہنچتا ہے۔ کہ اے میرے پیارے کے پیارے مسیح بے شک تو آج اس جہان سے رخصت ہونے والا ہے۔ پر یاد رکھ۔ تیری مقدس ذات ایسی ذات نہیں جسے نظر انداز کیا جائے۔ اور دنیا سے اسے مٹا دیا جائے۔ پیارے تیرا مقدس نام ابدالآباد تک رہے گا۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں تجھے اسی طرح یاد کریں گی۔ اور درود و سلام بھیجا کریں گی۔ جس طرح تیرے آقا رسول عربی پر بھیجا جاتا ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و علی عبدک المسیح الموعود و بارک و سلم انک حمید مجید۔

توحید کا علمبردار۔ اقوام عالم کا روحانی بادشاہ جب نظر اٹھاتا ہے۔ تو دیکھتا ہے۔ کہ خداوند قدوس کی یہ مقدس جماعت ان رؤیا۔ کشوف اور الہامات کو پڑھ کر جو خداوند عالم نے اسکی وفات کے متعلق تواتر سے اس پر نازل فرمائے تھے۔ غمزدہ ہوتی جا رہی ہے۔ تو اسے بھی فکر دامنگیر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے جاں نثار صحابیوں کو اپنے ارد گرد جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ آخر شمع رسالت کے پروانے اپنے آقا کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ آقا ان سے یوں گویا ہوتا ہے:۔

" اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم اس میری بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں۔ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے۔ کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے۔ تا بعد اس کے وہ دن آوے۔ جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ اور وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں۔ جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے۔ کہ یہ دنیا قائم رہے۔ جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں۔ جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہو۔ تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔ اور تمہیں دکھائے۔ کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے۔ کہ کس وقت وہ گھڑی آجائیگی"۔

پھر فرماتا ہے:۔

" یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔ جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ یہ بیج بڑھیگا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔ اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے۔ کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائیگا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا۔ اور بدبختی اسکو جہنم تک پہنچا دے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا۔ تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی ٹھٹھا کرینگی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے۔ اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائینگے اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ ایسا ایمان جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں۔ اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں۔ اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں۔ جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔ (رسالہ الوصیت)

اے حقیقت شناس لوگو! جو اس ہستی سے تھوڑا بہت تعلق رکھتے ہو۔ میں تمہیں پوچھتا ہوں کہ بتاؤ۔ وہ سلسلہ جس کا بانی اس جہان سے کوچ کر چکا۔ اگر جھوٹا تھا۔ اور خدا کی طرف سے اس کا بیج نہ بویا گیا تھا۔ تو بتاؤ۔ وہ کیوں اسقدر ترقی کر گیا۔ جبکہ تم میں سے وہ لوگ جو اس پاک سلسلہ کے اشد مخالف تھے۔ یہ پکار اٹھے۔ کہ واقعی یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ جس کی شاخیں ایک طرف چین میں دکھائی دیتی ہیں۔ کہ دوسری طرف جاپان تو تیسری طرف انگلستان میں۔ پس اس سلسلہ کا دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتے جانا اس بات کی زبردست دلیل ہے۔ کہ اس سلسلے کی بنیاد الٰہی ہاتھوں سے رکھی گئی۔ ورنہ یہ کون خیال کر سکتا تھا۔ کہ ایک ایسے مصیبت کے وقت میں جبکہ اس کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ یہ سلسلہ قائم رہے گا۔ ؏

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

پھر اے پیارے بھائیو! یہ تو سوچو۔ کہ اگر اس سلسلے کا بانی حضرت مسیح قادیانی کا تعلق خدا کے ساتھ نہ تھا۔ تو پھر کون تھا۔ جس نے اسکی وفات سے قبل رویا ر کشوف اور الہاموں کے ذریعہ اسکی وفات کی خبر دیدی کہ تیری موت فلاں وقت وقوع میں آئے گی۔ حضرت نے وفات سے ڈھائی برس قبل اشتہاروں ٹریکٹوں اور کتابوں کے ذریعہ بتلا دیا تھا۔ کہ میں کب فوت ہوں گا۔ چنانچہ حضرت الوصیت کے شروع میں ہی تحریر فرماتے ہیں:۔

" چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارہ میں اسکی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی۔ کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ چند نصائح لکھوں"۔

پھر اسی طرح ریویو آف ریلجنز مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء میں حضور اپنی وفات کے متعلق ایک خواب شائع فرماتے ہیں:۔

" ایک کوری ٹنڈ میں مجھے کچھ پانی دیا گیا۔ پانی صرف دو تین گھونٹ[1] باقی اس میں رہ گیا ہے۔ لیکن مصفّٰی اور مقطر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام ہوا "آب زندگی"۔

حضرت کو اپنی وفات کے متعلق بے شمار رویا و کشوف اور الہام الٰہی ہوئے۔ مگر میں فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوا طالبان صداقت کو کہتا ہوں۔ کہ دنیا چند روزہ ہے جلدی کرو۔ اور خدا کے پیارے نبی مسیح موعود پر صدق دل سے ایمان لے آؤ۔ تا ہمیشہ کی راحت پاؤ۔ وقت گذرتا جاتا ہے۔ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں پر رحم کرو۔ تا وہ بھی انعام الٰہی کی وارث ہوں۔ یاد رکھو میں نے تم تک صداقت کی آواز پہنچا دی اگر اسی پر نیک نہ کہو گے۔ تو قیامت کے دن جواب دہ ہوگے۔ مبارک وہ جو صدق دل سے الٰہی سلسلوں میں داخل ہوتے ہیں۔ ؎ ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ٭ جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار۔ والسلام۔ (خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی ممبر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔

[1] حاشیہ۔ دو تین گھونٹ پانی کا باقی رہنا یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ حضور دو تین سال تک اس جہان سے رحلت فرما جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مجاہد۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمرؓ نے اس ذوقِ شعری کو اپنے تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ صوبجات کے عاملین کے نام تاکیدی احکامات نافذ کئے۔ کہ عوام میں شعر و شاعری کا جذبہ پیدا کریں۔ اور بچوں کے سامنے عمدہ شعر بیان کیا کریں۔ کیونکہ ان من الشعر لحکمۃ۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے حضرات کو پھر صنفِ شعریت کے لحاظ سے کس کام سے یاد کیا جائے۔ جواب مختصر ہے۔ جس نام سے وہ عوام میں معروف و ممتاز ہوں وہی ان کے لئے موزوں خطاب ہے۔ مولانا رومی کو مولانا کا لفظ زیب دیتا ہے۔ اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں صنفِ شعریت کے لحاظ سے ہم نبی یا رسول کے الفاظ کا استعمال کریں گے۔ کیونکہ اگر حضور کے کلام پر غور کیا جائے۔ تو ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ دنیائے شعریت میں حضورؑ کا مقام صفِ شعراء سے کہیں ممتاز اور نمایاں ہے۔ باوجودیکہ آپ کے کلام میں صحیح شاعری کے لوازمات بأحسن وجود پائے جاتے ہیں۔ مگر آپ کا کلام اسقدر بلند و برتر و بالا ہے۔ کہ شعراء تو کجا۔ مولانا رومی جیسے بزرگ حضرات بھی آپ کے کلام کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔ جیسا کہ آئندہ ثابت کیا جائے گا۔ اسی مفہوم کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہامی مصرع میں اشارہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ؎

در کلام تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست

مزید برآں بعض کے نزدیک تو شعر کا لفظ تمام عالم پر بولا جاتا ہے۔ جیسے خواجہ فرید الدین عطار فرماتے ہیں ؎

پس جہاں شاعر بود چوں دیگراں

اور وہ شعریت اور نبوت میں ایک تعلق محسوس کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی تعلیم و تدریس شعریت کی ذیل میں آتی ہے۔ جیسے کہ کہا گیا ہے۔ ؎

شاعری جزو یست از پیغمبری

(خاکسار امیر عالم پٹیالوی)

سپین کی خانہ جنگی

۲۱ مہینے سے اوپر ہونے لگے ہیں۔ اور ابھی تک سپین کی خانہ جنگی چل رہی ہے۔ ہاں اتنا اب ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ یورپ کی جمہوری حکومتوں کی برکت سے سپین کی قانونی سرکار اب ختم ہی ہوا چاہتی ہے۔ اس وقت تک دونوں طرف سے دس لاکھ سے اوپر آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ شہری کتنے مارے گئے ہیں۔ اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں۔ کتنے بچے بوڑھے اور عورتیں مجروح ہوئی ہیں۔ اس کا بھی کوئی شمار نہیں۔ خرچ کی بھلی پوچھی۔ یہ اندازہ ہے۔ کہ دونوں پارٹیوں کا تقریباً ......۱۹۵ پونڈ خرچ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جو تباہی ہوئی ہے۔ اس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ اور شہروں کو اپنی اصلاحات کرانے پر جو خرچ اٹھے گا۔ اس کا تو کوئی پتہ ہی نہیں۔ سپین کے ۵۱ صوبجات میں سے اس وقت ۳۷ جنرل فرینکو کے ہاتھ آ چکے ہیں۔ اور باقی کے بھی آیا ہی چاہتے ہیں۔ صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ جس سے سپین کی حکومت باغیوں کو اب بھی جیت سکتی ہے اور وہ عدمِ مداخلت کی پالیسی کے ڈھونگ کا خاتمہ ہے۔ سپین کی حکومت کو اگر آج بھی اسلحہ کی امداد مل جائے۔ تو وہ باغیوں کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ مگر اسکی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ انگلستان خود سپین کی حکومت کی امداد کرنے کو تیار نہیں ہے۔

سمجھوتہ

ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے کانگرس ورکنگ کمیٹی اور مسٹر جناح کے درمیان جو گفتگو جاری تھی۔ وہ ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے۔ کانگرس کی طرف سے جو شرائط پیش کی گئیں تھیں۔ مسٹر جناح ان کے متعلق مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۴ر جون کو بلایا گیا ہے۔ کانگرس کے مطالبات یہ ہیں۔ کہ مسلم لیگ کے جتنے ممبر لیجسلیٹو اسمبلیوں میں ہیں۔ وہ سب کے سب کانگرس کے ممبر ہوں۔ اور اسمبلی میں کانگرس کے ماتحت رہیں۔ اور مسلم لیگ فیڈریشن کی مخالفت کے لئے کانگرس کے دوش بدوش کھڑی ہو۔ اور اگر ستیہ آگرہ کی ضرورت ہو۔ تو شانہ بشانہ لڑے۔ مسٹر جناح نے اپنی ورکنگ کمیٹی میں جن اصحاب کو لیا ہے۔ اس کمیٹی میں پنجاب اور بنگال کے وزیر ان اعظم بھی ہیں۔ مسٹر جناح کانگرس کی یہ شرائط منظور کرنا نہیں چاہتے۔

ظفر علی خاں پھر بگڑ گئے

کچھ عرصہ سے ظفر علی خاں آف زمیندار کانگرس سے بگڑ کر مسٹر جناح کے پہلو میں جا بیٹھے ہیں۔ ان کا اخبار مسلم لیگ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا رہا۔ اور اسے اسلام اور مسلمانوں کی نمائندہ اور پشت پناہ ظاہر کرتا رہا۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولانا مسٹر جناح سے بھی بگڑ گئے ہیں۔ پچھلے دنوں مسٹر جناح نے مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر نامزد کئے۔ پنجاب سے انہوں نے سر سکندر حیات اور ملک برکت علی کو لے لیا۔ لیکن مولانا ظفر علی کو نظر انداز کر دیا۔ مولانا یہ توہین برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اسلئے ان کے اخبار نے مسلم لیگ کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی۔ بنائے اختلاف یہ جتائی گئی ہے۔ کہ لیگ کی مجلس عاملہ میں رجعت پسند لئے گئے ہیں۔ زمیندار کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"مسٹر جناح نے جو لیگ کو ایک جمہوری مجلس بنانے کی بجائے نجی امرت بنانے کے تمنائی ہیں۔ مسلمانوں کی خواہش کو نظر انداز کرتے ہوئے ایگزیکٹو کمیٹی کی تشکیل میں یہ التزام کیا ہے۔ کہ کسی ایسے مسلمان کو اسمیں شامل نہ کریں۔ جو آزاد خیالی میں شہرت رکھتا یا عمر کے کسی حصے میں ملک کی کسی حریت کوش جماعت کا ہم نوا رہ چکا ہو۔ یا جس کے لئے مسٹر جناح کی رائے سے کسی مسئلہ میں اختلاف کرنا ممکن ہو۔ یا جو کبھی پرستاران حکومت کے مخالفین میں رہ چکا ہو۔ جماعت علماء کے کسی فرد کو لیگ کی ایگزیکٹو کمیٹی میں نہیں لیا گیا۔ اور زیادہ تعداد ان حضرات کی لی گئی ہے۔ جو لیگ کے صدر کو سہو و خطا سے مبرا خیال کرتے ہوئے انکی ہاں میں ہاں ملا دینے کو قرین ثواب سمجھتے ہوں"۔

اگر مسٹر جناح مولانا ظفر علی خاں کو ورکنگ کمیٹی میں لے لیتے۔ تو ان کے تمام پاپ دھل جاتے۔ اور زمیندار کو ان سے کوئی شکایت نہ ہوتی۔

بمبئی میں صدر کانگرس کا اعلان

برطانوی حکومت کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے

بمبئی ۱۹ر مئی۔ شام کو گرے ہینز ہوٹل میں ہندوستانیوں اور یورپین اصحاب کے سامنے "فیڈریشن اور کانگرس" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے انڈین نیشنل کانگرس کے صدر شری یت سبھاش چندر بوس نے فرمایا۔ "مختصر الفاظ میں فیڈریشن کے متعلق کانگرس کے رویہ کو یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کانگرس انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں پیش کی گئی۔ فیڈرل سکیم کو ہرگز قبول نہیں کرے گی۔ صوبائی خود مختاری کے آئین کے متعلق کانگرس کے رویہ سے بعض حلقوں میں کانگرس کے متعلق کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن میں صدر کانگرس کی حیثیت میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مجوزہ فیڈرل سکیم کے متعلق ہمارا رویہ مختلف ہو گیا۔ صوبائی آئین کو کانگرس نے محض اسلئے قبول کیا تھا۔ کہ اس میں بعض ایسے اختیارات ودیعت کر دیئے گئے تھے۔ جن کے ذریعہ کانگرسی وزیر عوام کی بہبودی کے لئے بہت کچھ کر سکتے تھے۔ لیکن جہاں تک انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی فیڈرل سکیم کا تعلق ہے۔ برطانوی حکومت نے اس میں صوبائی خود مختاری کے لئے اختیارات ودیعت نہیں کئے۔ ماسوائے کانگرس کے ہندوستان کی ہر دوسری پولیٹیکل جماعت صوبائی آئین کی قبولیت کے حق میں تھی۔ کانگرس کو شبہ تھا۔ کہ آیا اسکو قبول کرنا ملک کے لئے مفید ہو گا۔ یا نہیں۔ یہی وجہ تھی: کہ ہم نے صوبائی سکیم کو بھی بڑی حیل و حجت کے بعد قبول کیا۔ اب بھی کانگرس صوبائی آئین کو بطور تجربہ چلا رہی ہے۔ ابھی تک ہمارے دل میں اپنے طرزِ عمل کے متعلق شبہات ہیں۔ بہرکیف تجربہ کیا جا رہا ہے۔ ہم جس نتیجہ پر پہنچیں گے اس کا پتہ ابھی ملک کو خود بخود لگ جائیگا۔

وزیر اعظم کی کانفرنس کے فیصلے

پچھلے ہفتہ بمبئی میں جو وزرائے اعظم کی کانفرنس ہوئی۔ اس میں سے کئی ایک اہم فیصلے کئے گئے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

(۱) کھانوں کی حالت کو بہتر بنانے کے ذرائع پر غور کرنے کے لئے ایک بین الصوبجاتی کمیٹی مقرر کی جائیگی۔

(۲) تمام کانگرسی صوبوں میں واردھا کی تعلیمی سکیم جاری کی جائے گی۔

(۳) تمام کانگرسی صوبوں میں وسیع پیمانے پر کارخانے کھولے جائیں گے۔ یہ سب فیصلے اہم ہیں۔ اور اس

چیدہ خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

—— ۱۹ رمئی کو لاہور میں یہ خبر پہنچی۔ کہ راجہ جنگ کے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک "سمجھوتہ" قرار پاگیا ہے۔ چنانچہ مزید تفصیلات سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ قصور کے بعض مسلمانوں کی مساعی سے راجہ جنگ کے مسلمانوں اور سکھوں اور وہاں کے انتظامی افسروں کے درمیان باہمی گفت وشنید کے بعد طے پایا ہے۔ کہ ۱۷ رجولائی تک اذان کے متعلق راجہ جنگ کے مسلمان سابقہ حالات کے پابند رہیں گے۔ اور اس تاریخ کو راجہ جنگ کے سکھ راجہ جنگ میں اذان کی بندش کی تنسیخ کا اعلان عام کردیں گے۔

ہرچند کہ کسی مقام پر کسی جبر وزور کے بل پر اذان کا بند کردینا مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن چونکہ موجودہ فیصلہ راجہ جنگ کے مسلمانوں نے قصور کے بعض اکابر مسلمانوں اور راجہ جنگ کے ذمہ وار انتظامی افسروں کے مشورہ کے ساتھ کیا ہے۔ اور سکھوں نے حتمی وعدہ کیا ہے کہ وہ ۱۷ رجولائی کے بعد اذان کی اس بندش کو قطعی طور پر دور کردیں گے۔ اس لئے خیال کرنا چاہیئے۔ کہ موجودہ حالات میں جو کچھ ہؤا ہے۔ بہتر ہؤا ہے ہماری دعا ہے۔ کہ مسلمانانِ راجہ جنگ کا یہ جذبۂ ایثار وہاں کے سکھوں کے دل میں ان کے متعلق نیک جذبات پیدا کرے۔ اور وہ اپنے وعدے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ۱۷ رجولائی کو تنسیخ بندش کا اعلان کردیں۔

—— لاہور ۲۱ رمئی۔ مجلس احرار نے مسجد شہید گنج کی بازیافت کے لئے گذشتہ چار ماہ سے جو "سول نافرمانی" شروع کر رکھی تھی۔ وہ گذشتہ بیس روز سے ملتوی تھی۔ آج احرار نے دہلی دروازہ۔ کے باہر سے اپنے کیمپ وغیرہ اٹھا کر عملی طور پر اس سول نافرمانی کو ہمیشہ کے لئے ختم کردینے کا اعلان کردیا ہے۔

—— لاہور ۲۱ رمئی۔ آج لاہور ہائی کورٹ کے ایک ڈویژنل بنچ مشتمل بر سر جیمز ایڈلیسن مسٹر جسٹس بھڈے اور مسٹر جسٹس دین محمد نے مسلمانوں کی درخواست کا فیصلہ سناتے ہوئے ان کو پریوی کونسل میں اپیل کرنے کی اجازت دے دی۔ اور ساتھ ہی سکھوں کے نام حکم امتناعی جاری کردیا۔ کہ دسمبر ۱۹۳۹ء تک وہ اس عمارت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرسکتے۔

—— پٹیالہ ۲۰ رمئی۔ بجٹ کے خیال سے ریاست سے مندرجہ ذیل تین عہدے اڑا دیئے گئے ہیں۔

(۱) افسر اعلےٰ ہوابازی۔ (۲) اسسٹنٹ ڈائرکٹر فوٹو وسنیما (۳) نائب سردار ڈیوڑھی۔

—— امرتسر ۲۰ رمئی۔ امرتسر کے ضمنی انتخاب کے سلسلے میں مسلم لیگ اور احرار پارٹی کے دو گروہوں میں تصادم ہوگیا۔ جس کے دوران میں لاٹھیاں آزادی سے استعمال کی گئیں۔ سات آدمی زخمی ہوئے۔

—— لنڈن ۲۰ رمئی۔ فرانس اور اٹلی کے درمیان باہمی معاہدہ کے متعلق گفت وشنید ہورہی تھی۔ اس کے کامیاب اختتام کے متعلق کافی شکوک کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اٹلی کا بیان ہے۔ کہ حکومت فرانس حکومت سپین کو خفیہ مدد دے رہی ہے۔ اس الزام کی بنا ر پر سپین سے والنٹیئر واپس منگوانے کا کام التوا میں پڑجائے گا۔ جس کے بغیر باہمی گفتگو مفاہمت کا کامیابی کے ساتھ طے پانا ممکن نہیں۔

—— شیخوپورہ ۱۹ رمئی۔ چوہڑکانہ پولیس سٹیشن کے ایک سکھ اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی دلیری نے ایک مسلمان کی جان بچالی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک آدمی نے بندوق سے ایک مسلمان رنگریز کو مارنا چاہا۔ گولی چلانے ہی لگا تھا۔ جب پولیس افسر نے اسکی بندوق چھین لی۔ اور اسے گرفتار کرلیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں پہلے عداوت تھی۔ بندوق جو بھری ہوئی تھی۔ اب پولیس کے قبضہ میں ہے۔

—— کوہاٹ ۱۹ رمئی۔ نہایت معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ پولیٹیکل ایجنٹ وزیرستان کی وساطت سے گورنمنٹ ہند فقیر ایپی کی ایک سربمہر دستاویز پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ اگرچہ صحیح طور پر تو یہ پتہ نہیں لگ سکا۔ کہ اس دستاویز میں کیا درج ہے۔ مگر پولیٹیکل حلقوں میں تحقیقات کرنے پر جو قیاس آرائی کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ یہ دستاویز فقیر ایپی کا ایک خاص معتبر فقیر دنیا کے پاس سے جارہا تھا۔ اس میں شورش برپا کرنے کی مکمل سکیم درج تھی۔ اور لشکروں کی تعداد بھی تحریر تھی۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ برٹش سرکار اب تمام حالات سے آگاہ ہوگئی ہے۔ اور اگر اس دفعہ شورش برپا کی گئی۔ تو وہ اس کو پسپا کردے گی۔ ابھی تک یہ بھی پتہ نہیں چلتا۔ کہ فقیر ایپی کہاں اور کس غار میں ہے۔

—— کوہاٹ ۱۹ رمئی۔ گذشتہ سال سے پولیٹیکل حلقوں میں یہ افواہ زور شور سے گشت لگا رہی تھی۔ کہ دانا چھاؤنی کو بند کر دیا جائے گا۔ اس افواہ کو گورنمنٹ کے اس اعلان سے مزید تقویت مل گئی۔ کہ چھاؤنی کی تعمیر فی الحال بند کردی جائے۔ اور ہسپتال کی زیر تعمیر عمارت یکدم روک دی جائے۔ لیکن اب قطعی طور پر معلوم ہوگیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کا یہ اعلان کسی دوسری مصلحتوں کی وجہ سے تھا۔ اور یہاں چھاؤنی بدستور قائم رہے گی۔

—— لنڈن۔ باخبر حلقوں کی جو ہندوستانی معاملات سے واقف ہیں۔ تازہ ترین اور قطعی اطلاع ہے۔ کہ فیڈریشن ۱۹۴۰ء سے پہلے قائم نہیں ہوگی۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے دوسرے حصے کے ۱۹۴۲ء سے پہلے نافذ العمل ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ اس تاخیر کی وجوہات صاف ہیں۔ اول یہ کہ کانگرس فیڈرل آئین کی زبردست مخالفت کررہی ہے۔ کانگرس کے بارہا اعلان نے کہ وہ فیڈریشن کی زور شور سے مخالفت کریگی کنسرویٹو ممبروں کے رویہ کو سخت بنا دیا ہے اور وہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ پارلیمنٹ کے ایکٹ میں تبدیلی کرنا نہ صرف مضحکہ خیز ہی ہے۔ بلکہ ناممکن ہے۔ جب تک اس پر عملدرآمد نہ ہوجائے اور اس کا تجربہ نہ کیا جائے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جاسکتا۔ آئین کے مرتب کرنیوالے سمجھتے ہیں۔ کہ ایکٹ میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔

—— بنوں ۱۹ رمئی۔ بنوں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں سڑک پر دو تانگے آپس میں ٹکرا جانے سے چور چور ہوگئے۔ اس تانگہ میں ایک ہندو نوجوان جس نے حال ہی میں شادی کی تھی۔ سفر کررہا تھا۔ اس کو اس قدر چوٹیں آئیں۔ کہ وہیں مرگیا۔

—— ہوشیارپور ۱۹ رمئی۔ آج ایک پبلک جلسہ میں جو زیر اہتمام سٹی کانگرس کمیٹی منعقد کیا گیا۔ بہت شور وشر ہؤا۔ مولوی عبد اللہ قصوری نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ مسٹر جناح کو کوئی حق نہیں۔ کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندگی کریں۔ اس مرحلہ پر چند مسلم نوجوانوں نے مولوی صاحب کے مسٹر جناح کے خلاف ان ریمارکس پر اعتراض کیا۔ جس پر بہت جوش پھیل گیا۔ بڑی مشکل سے امن بحال ہؤا۔ اور نوجوان اپنی نشستوں پر بیٹھے۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی بخیریت جاری رہی۔

—— کوہاٹ ۱۹ رمئی۔ آج کل آزاد علاقہ کے متعدد قبائل کوہاٹ۔ ہنگو وغیرہ مقامات پر جمع ہورہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو پولیٹیکل ایجنٹ درہ کوہاٹ کے حکم کے مطابق بلایا گیا ہے۔ ان میں سرکار کی طرف سے روپیہ تقسیم کیا جائے گا۔ تحقیقات کرنے پر یہ پتہ چلا ہے۔ کہ یہ روپیہ ان کے سالانہ الاؤنس کے سلسلہ میں ہے۔ جو انہیں ہر سال ملا کرتا تھا۔ مگر گذشتہ دو سالوں سے وزیرستان اپریشن کے سبب بند ہوگیا تھا۔ مگر کئی لوگوں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ گذشتہ ماہ لارڈ لنلتھگو جب درہ سرحد پر آئے تھے۔ تو درہ کوہاٹ کے آزاد قبائل نے انہیں وفاداری کا یقین دلایا تھا۔ اور ان سے امداد طلب کی تھی۔ یہ روپیہ وائسرائے کے حکم سے ان کو بطور زر امداد تقسیم کیا جارہا ہے۔

—— یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہؤا ہے۔ کہ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق کانگرس جناح ملاقات کو زیر بحث لایا گیا۔ مسٹر سبھاش چندر بوس نے مسٹر جناح کے ساتھ گفت وشنید کی تفصیلات میٹنگ کے سامنے پیش کیں۔ انہوں نے مسٹر جناح کے مطالبات کو بھی ورکنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے وہ شرائط بھی ورکنگ کمیٹی کے سامنے رکھیں۔ جو گاندھی جی نے کانگرس کی طرف سے مسٹر جناح کو پیش کی تھیں۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ ورکنگ کمیٹی نے ہندو مسلم مفاہمت کے سلسلہ میں مسٹر سبھاش چندر بوس کے طرز عمل کی حرف بحرف تائید کی ہے لیکن صدر کانگرس نے کہہ دیا ہے۔ کہ وہ ہر معاملہ کے نشیب وفراز پر غور وخوض کرنے کے بعد مسٹر جناح کے مطالبات کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔ ورکنگ کمیٹی نے انہیں یہ بھی کہہ دیا ہے۔ کہ معاہدہ کی شرائط ایسی ہونی چاہئیں۔ جو دیرپا ثابت ہوں۔

—— لنڈن (بذریعہ ہوائی ڈاک) کل ولیزڈن پولیس سٹیشن میں ایک شادی شدہ انگریز عورت نے اپنے خاوند کے خلاف بدسلوکی کی رپورٹ درج کرواتے وقت یہ عجیب وغریب بیان دیا۔ کہ وہ اسکے ساتھ گفت وشنید نہیں کرتا۔ لیکن غسل خانہ اور ڈرائنگ روم میں جب وہ اس کے سامنے نہیں ہوتی اور وہ تنہا ہوتا ہے۔ تو گاتا بجاتا ہے۔ خاوند کی اس بدسلوکی کی وجہ سے انگریز عورت طلاق لینے کی آرزومند ہے۔ تاکہ اس نرالے خاوند